۱۴ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ — ۵ فتح ۱۳۴۷ ہجری شمسی — ۵ دسمبر ۱۹۶۸ء عیسوی

اخبار احمدیہ

قادیان ۳ فتح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۸ نبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور انور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۳ فتح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

● کل رات حضرت بھائی شیر محمد صاحب صحابی درویش کی طبیعت اچانک شدید طور پر علیل ہو گئی۔ خون کے اسہال اور قے چند بار آئی۔ مناسب علاج معالجہ کیا گیا۔ الحمد للہ کہ آج طبیعت سنبھل گئی ہے اور قدرے افاقہ ہے۔ احباب کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

● مقامی طور پر تراویح اور بعد نماز ظہر درس القرآن کا سلسلہ جاری ہے (باقی صفحہ ۱۲ پر)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا دہلی میں ورودِ مسعود

راشٹرپتی ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب اور دیگر معززین سے ملاقاتیں۔ ایک تربیتی اجتماع

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

شاہجہانپور کی صوبائی کانفرنس سے فارغ ہو کر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ محترمہ و عزیز مرزا کلیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ لکھنؤ اور کانپور سے ہوتے ہوئے ۱۰ نومبر ۱۹۶۸ء کی صبح کو دہلی تشریف لائے اور ۱۲ نومبر کی شام تک آپ کا قیام دہلی میں رہا۔

دورانِ قیامِ دہلی بعض اہم ملاقاتیں آپ نے کیں۔ جن کا مختصر تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے محترم ڈاکٹر ناصر الدین صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ڈاکٹر ناصر الدین صاحب حضرت امّاں جان رضؓ۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضؓ مرحوم۔ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضؓ مرحوم کے جدّی قرابت داروں میں سے ہیں۔ ڈاکٹر ناصر الدین صاحب کے دادا اور حضرت امّاں جان کے دادا دونوں بھائی بھائی تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی بہت دنوں سے ملاقات کی خواہش تھی۔ جس کا اظہار بارہا مجھ سے فرما چکے تھے۔ دورانِ ملاقات ڈاکٹر صاحب نے امسال قادیان کے جلسے میں بھی شرکت کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُسے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ازاں بعد ولیسٹ نظام الدین سے مسٹر چوہدری اپنے بچے انیل کے ساتھ ملاقات کے لئے تشریف لائیں۔

اسی دن یعنی ۱۰ نومبر کی دوپہر کو گھانا سفارت خانہ کے سیکنڈ سیکرٹری محترم کنجو۔ احمد۔ کیوفو مع اپنی اہلیہ محترمہ کے ملاقات کے لئے بلّی ماراں تشریف لائے۔ اور صاحبزادہ صاحب کے ساتھ ہی دوپہر کا کھانا کھایا۔

احمد کنجو صاحب قریباً عرصہ ایک سال سے دہلی سفارت خانہ گھانا میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اور نہایت ہی مخلص دوست ہیں۔

تربیتی جلسہ پروگرام کے مطابق چار بجے شام احباب جماعتِ دہلی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور محترم حضرت مرزا وسیم احمد صاحب کی زیرِ صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔

اس جلسے میں عبد الغفار صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ ماسٹر شکر اللہ صاحب نے اپنی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو خوش آمدید کہتے ہوئے احباب جماعت کو ان کی بعض اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

بعدہٗ صاحبزادہ صاحب نے احبابِ جماعت کو نہایت ہی زرّیں ہدایات سے سرفراز فرمایا اور بتایا کہ جماعت میں منسلک ہو جانے کے بعد دو باتوں پر ہمارا عمل پیرا ہونا بہت ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ ہم سب باہم اتحاد میل ملاپ کے ساتھ رہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا سلوک کریں۔ اس سلسلہ میں آپ نے کئی مثالوں سے واضح فرمایا کہ باہمی میل ملاپ کے کیا فوائد ہیں۔

دوسری بات جس کی طرف احباب جماعت کی توجہ کی بہت ضرورت ہے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز کو اپنی طاقت کے مطابق غیروں تک پہنچانے کی کوشش کریں تبلیغ پر زور دیں۔ دہلی کی مرکزی حیثیت کے پیشِ نظر اپنے مقام کو سمجھ کر اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔

بعد دُعا یہ تربیتی اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ بعد اختتام اجلاس جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اور مغرب کی نماز ادا کر کے احباب رخصت ہوئے۔

اسی وقت مستورات کا بھی ایک علیحدہ اجتماع ہوا۔ اور مستورات کو محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے مختلف نصائح کیں۔ بچوں کو قرآنِ مجید کے اسباق دینے اور لجنہ کے اجتماعات میں باقاعدگی کی طرف توجہ دلائی۔

مورخہ ۱۱ نومبر کو صاحبزادہ صاحب موصوف مع بیگم صاحبہ محترمہ ڈاکٹر ناصر الدین صاحب کی دعوت پر بارہ دری خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ میں تشریف لے گئے۔ جیسا کہ اُوپر ذکر ہو چکا ہے ڈاکٹر صاحب حضرت امّاں جان رضؓ کے جدّی قرابت داروں میں سے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا پورا نسب نامہ ہے جس میں حضرت امّاں جان رضؓ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضؓ مرحوم اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضؓ کی اولاد کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ نسب نامہ محترم صاحبزادہ صاحب کو دکھایا اور [illegible] عزیز مرزا کلیم احمد سلمہ اللہ کے نام کا اضافہ کیا گیا۔

راشٹرپتی بھارت جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب سے ملاقات

ڈاکٹر ناصر الدین صاحب کے ہاں سے فارغ ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب اور خاکسار جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب صدر جمہوریہ ہند کی ملاقات کے لئے راشٹرپتی بھون پہنچے۔ آپ سے ملاقات کا وقت پہلے سے مقرر تھا۔ چنانچہ سوا پانچ بجے وقتِ مقررہ پر ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت ہی تپاک سے ملے اور دس پندرہ منٹ تک آپ کے ساتھ دلچسپ گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ تیس کے قریب کتب پیش کی گئیں۔ یہ کتب انگریزی۔ ہندی اور اُردو زبان میں طبع شدہ ہیں۔ ان میں قرآنِ مجید بزبان انگریزی۔ اسلامی اصول کی فلاسفی (انگریزی) (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور لیکچر ہے) اور احمدیت (انگریزی) جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کا ویمبلے کانفرنس کے موقع پر دیا گیا لیکچر ہے۔ شامل ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی ملاقات سے فارغ ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب مع بیگم صاحبہ و عزیز مرزا [illegible] ولیسٹ نظام الدین میں مسٹر [illegible]

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستتروآں سالانہ جلسہ بتاریخ ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء منعقد ہوگا

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ "بدر" قادیان
مورخہ ۵ فتح ۱۳۴۷ ہجری شمسی

خدا کی تلاش

(۳)

دوسرا سوال یہ تھا کہ جو شخص یہ کہے کہ مجھے خدا مل گیا ہے تو اس کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟

سو واضح ہو کہ اس کے لئے ۲ قسم کے موٹے موٹے ثبوت ہیں:-

اوّل - اندرونی ثبوت   دوم - بیرونی۔

جہاں تک اندرونی ثبوتوں کا تعلق ہے اس سلسلہ میں خدا کو پا لینے والے شخص کی اپنی پاکیزہ زندگی ہی پہلا اور زبردست واضح اندرونی ثبوت ہے۔ ؏

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

خدا رسیدہ انسان کا اپنا نفس اس قدر تزکیہ یافتہ ہوتا ہے کہ اس کی اپنی زندگی منہ بولتی تصویر بن جاتی ہے۔ اس کے چہرے پر ایسا نُور برستا ہے جسے بصیرت کی آنکھیں خود مشاہدہ کر لیتی ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا الہام ہے کہ

عشقِ الٰہی وسّے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی

اُن کے چہروں پر خدا کا عشق جلوہ گر ہوتا ہے۔ مگر یہ تو ایک رُوحانی اور معنوی چیز ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر کس و ناکس کی آنکھ اُسے دیکھ سکے۔ تاہم اخلاقی اور رُوحانی اعتبار سے وہ ایک مثالی زندگی کے مالک ہوتے ہیں۔ چونکہ خدا کی اپنی ذات ہر قسم کے عیوب و نقائص سے منزّہ ہے اِسلئے جب ایک بندہ اس کا قُرب حاصل کر لیتا ہے اور اُسے یار کا وصال نصیب ہو جاتا ہے تو اس کی اخلاقی حالت بھی نمایاں حیثیت رکھتی ہے ؎

کوئی اس پاک سے جو دِل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

وہ لوگ جن کی عملی زندگی اخلاقی پاکیزگی کے پیمانے پر پُوری نہیں اُترتی اُن کے بارے میں خدا رسیدہ ہونے یا اس کے وصال سے مشرّف ہو جانے کی بات کسی صورت میں درست اور قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی ایسے لوگوں کو رُوحانی افراد کہا جا سکتا ہے۔

۲—— ذاتی پاکیزہ زندگی کے ساتھ ساتھ نہایت ضروری ہے کہ اس شخص کا دُوسرے بنی نوع کے ساتھ تعلّق بہتر اور مثالی نوعیّت کا ہو یعنی اس کی تمدنی حالت قابلِ اطمینان ہو۔ دوسروں کے ساتھ معاملات میں درست روی رکھتا ہو۔ خدا کی محبّت اور اس کا وِصال حقوقِ العباد کی ادائیگی کی طرف زیادہ متوجّہ کرنیکا باعث ہو۔

۳—— اس کے ساتھ ساتھ اس شخص میں خشیت اللہ بھی پائی جائے۔ خشیت اللہ سے مراد یہ ہے کہ اس کو خدا کا ایسا ذاتی عرفان حاصل ہو جس طرح ایک مزدور اپنے مالک کے سامنے اور اس کی موجودگی میں جس ذمّہ داری اور احتیاط کے ساتھ اپنے فرائضِ منصبی کو ادا کرتا ہے اِسی طرح وہ شخص جسے خدا کا وصال حاصل ہو چکا ہے اس کے دِل کی حالت ایسی ہی ہو جائے کہ اُسے اپنے اعمال کے نتائج پر ہر آن نگاہ ہو اور وہ خدا کی نگرانی اور اس کی باز پُرس سے کبھی بے پرواہ نہ ہو۔

ظاہر ہے کہ اِس طرح کی خشیت اللہ جب کسی شخص کے دِل میں پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی عملی زندگی نہ صرف یہ کہ مثالی بن جاتی ہے بلکہ ہر دیکھنے والے اور اس سے میل ملاپ رکھنے والے پر اثر انداز ہوتی ہے۔

جس شخص کے اندر ایسے اوصاف ہوں اس کے متعلق اس بات کا یقین کر لینے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ وصالِ الٰہی نے ہی اس کی ذات میں ایسا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ چلتا پھرتا خدا نُما وجود دیکھنا ہو تو ایسے شخص کو دیکھ لو۔

اب آئیے بیرونی شواہد کی طرف، یعنی ایسے پختہ ثبوت جن سے یہ بات ثابت ہو کہ فی الواقع اُسے خدا مل گیا ہے اور جس شخص کو یہ دعویٰ ہے کہ وہ وصالِ الٰہی سے مشرّف ہو چکا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے پاس بعض قسم کے بیرونی شواہد بھی ہوں جن کو دیکھنے اور صحیح طریق سے اُن پر غور و فکر کرنے کے بعد دوسرا شخص بھی اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہ رہ سکے کہ اس شخص کا تعلق باللہ سچّا ہے۔

اس سلسلہ میں اوّل نمبر پر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیّہ کا شرف حاصل ہونا ہے۔ کیونکہ سچی دوستی اور محبّت کا اوّلین مظاہرہ اُس پیار بھری ہمکلامی ہی میں ہے جس سے محبّ صادق کے دل کو اطمینان اور کامل تسکین حاصل ہوتی ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

کوئی یار سے جب لگاتا ہے دِل!
تو باتوں سے لذّت اٹھاتا ہے دِل
کہ دِلدار کی بات ہے اِک غذا
مگر تُو ہے منکر تجھے اس سے کیا؟

پھر خصوصی طور پر خدا تعالےٰ سے مکالمہ و مخاطبہ اور الہام کے شرف کی اہمیّت کو واضح کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں ؎

وہ ناداں جو کہتا ہے دَر بند ہے
نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے
اگر اس طرف سے نہ آوے خبر
تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر!
طلبگار ہو جائیں اس کے تباہ
وہ مر جائیں دیکھیں اگر بند راہ
مگر کوئی معشوق ایسا نہیں!!
کہ عاشق سے رکھتا ہو یہ بُغض و کیں
خدا پر تو پھر یہ گماں عیب ہے
کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے
اگر وہ نہ بولے تو کیوں کر کوئی
یقیں کر کے جانے کہ ہے مختفی!
وہ کرتا ہے خود اپنے بھگتوں کو یاد
کوئی اس کی راہ میں نہیں نامراد
خدا پر خدا سے یقیں آتا ہے
وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے

۲—— بیرونی شواہد میں سے دوسرے نمبر پر وہ تائیداتِ الٰہیّہ ہیں جو خدا تعالےٰ اپنے مقرّب بندے کے لئے فعل اور عمل کے رنگ میں حُسنِ سلوک ......

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

اپنے قول و فعل کو خدا تعالےٰ کی رضا کے مطابق بناؤ

ملفوظات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

"مَیں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی قُرب حاصل کرتا ہے اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے ...... جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا تو یہ امر دُوسرا ہے لیکن جب آپ میرے پاس آئے، میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا تو گویا اِس وجہ آپ نے صحابہ کرامؓ کے ہمدوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہؓ نے کبھی صدق و وفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا؟ اُن میں کوئی کسل تھا؟ کیا وہ دلآزار تھے؟ کیا اُن کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے؟ بلکہ اُن میں پرلے درجے کا انکسار تھا۔ سو دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے۔ کیونکہ تذلّل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچّہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی دُعا صحابہؓ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اُٹھو اور دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دِکھلائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً ترقی پائی۔ وہ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب پاشی کی آپؐ نے اُن کیلئے دُعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ۔ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا ..... تم لوگ سچّے دِل سے توبہ کرو۔ تہجد میں اُٹھو۔ دُعا کرو۔ دِل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو وِرد بنائے گا اور عملی طور سے دُعا کرے گا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالےٰ اُس پر فضل کرے گا۔ اور اس کے دِل میں تبدیلی ہوگی"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ - جلد اوّل)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کن لوگوں پر نازل ہوتی ہے اور کون اس سے محروم کئے جاتے ہیں

سورۂ احزاب کی چند آیات کی پُر معارف تفسیر

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بمقام مسجد مبارک ربوہ

مورخہ ۲۲-۲۳-۲۴ وفا ۱۳۴۷ ہجری شمسی (مطابق ۲۲-۲۳-۲۴ جولائی ۱۹۶۸ء) کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں طلبائے تعلیم القرآن کلاس سے خطاب کرتے ہوئے سورۂ احزاب کی چند آیات کی پُر معارف تفسیر بیان فرمائی تھی۔ حضور نے ۲۲ اور ۲۳ کو جو تقریر فرمائی اس کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس کی آخری قسط (یعنی ۲۴ کی تقریر) آئندہ کسی اشاعت میں دی جائے گی ــــ اسی سلسلہ میں حضور انور نے ۹ ظہور (اگست) کو احمدیہ ہال کراچی میں ایک خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا جو بدر کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ ایڈیٹر

فرمایا:-

کل میں نے بتایا تھا کہ

یہ خیال بڑا ہی جاہلانہ ہے

کہ ایک شخص نبی تو نہیں لیکن اعزازی طور پر اس کو نبی کا نام دیا گیا۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ پھر تو کوئی یہ بھی کہہ دے کہ فلاں شخص صدیق تو نہیں ہاں اعزازی طور پر اسے صدیق کا نام دیا گیا۔ وہ شہید تو نہیں ہاں اعزازی طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کو شہید کا نام دے دیا وہ صالح تو نہیں لیکن ایک غیر صالح کو اللہ تعالیٰ نے صالح کا نام دے دیا۔ کیونکہ کلاس میں زیادہ تر کم عمر بچے ہیں اس لئے ان کو یہ بات زیادہ وضاحت سے سمجھانے کے لئے ایک مادی مثال دیتا ہوں۔ یہ بالکل ایسا ہی قول ہے جیسے کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے زید کو آنکھیں تو نہیں دیں مگر اعزازی طور پر اس کو "بینا اور سجاکھا" کہہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بکر کو ہاتھ پاؤں تو نہیں دئے (بعض بچے پیدائش کے وقت سے ہی ایسے ہوتے ہیں جن کے ہاتھ پاؤں نہیں ہوتے) لیکن اعزازی طور پر خدا نے ان کو "صاحب دست و پا" کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمر کو شنوائی تو نہیں دی وہ پیدائشی بہرہ ہے مگر اعزازی طور پر (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑی تیز شنوائی کا مالک قرار دیا ہے۔ ایسے بدخیالات کا علاج ہونا چاہیئے اور وہ علاج استغفار ہے۔ توبہ ہے۔ خدا کے ساتھ مذاق ہلاکت کا موجب ہوا کرتا ہے فلاح کا موجب نہیں ہوا کرتا۔

میں نے کل کہا تھا کہ

ایک اور مضمون

ذہن میں آیا تھا وہ انشاء اللہ شروع کروں گا آج کچھ ضعف ہو گیا ہے اس لئے میں آج مختصراً اس کی ابتداء کروں گا۔ باقی مضمون انشاء اللہ اور اس کی توفیق سے دو تین دن میں جو میرے سفر سے پہلے باقی ہیں پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب میں فرماتا ہے

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا

(آیت ۱۸)

اس آیت میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حکم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرماتا ہے کہ میں اپنی رحمت سے ان کو نوازوں گا۔ اور دوسرا گروہ ایسا ہوتا ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ حکم صادر کرتا ہے کہ میں ان کو دکھ اور تکلیف اور عذاب پہنچاؤں گا۔ خواہ وہ دنیوی دکھ اور تکلیف ہو اور خواہ اخروی ہو۔ خواہ وہ جسمانی ہو خواہ وہ جذباتی اور روحانی ہو۔ سوء کے لفظ میں سارے قسم کے دکھ اور عذاب اور تکالیف آ جاتی ہیں۔ پس ایک وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ رحمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور ایک وہ ہیں کہ جن کے متعلق سزا کا، دکھ کا، تکلیف کا اور عذاب کا فیصلہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن کے متعلق وہ رحمت کا فیصلہ کرتا ہے دنیا کی کوئی طاقت خدا کی رحمت سے انہیں محروم نہیں کر سکتی۔ دنیا گالیاں دیتی ہے دکھ پہنچاتی ہے۔ کامیابی کی راہوں میں روڑے بھی اٹکاتی رہتی ہے جو بھی اس کے بس میں ہوتا ہے کرتی ہے۔ لیکن

خدا کی رحمت

سے خدا کے اس بندہ کو محروم نہیں کر سکتی جس کے متعلق رحمت کا فیصلہ ہو۔ لیکن جن کے متعلق اللہ تعالیٰ سوء کا فیصلہ کرتا ہے دکھ کا، عذاب کا اور تکلیف کا فیصلہ کرتا ہے دنیا کی کوئی طاقت ان کو خدا کی رحمت نہیں پہنچا سکتی کیونکہ حکم اسی کا جاری ہے۔

یہ تو اس آیت کا مختصراً مضمون ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہی ہمیں بتایا ہے کہ اس کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ دنیا اور عقبیٰ اس کی رحمت کے احاطہ کے اندر ہے۔ ہمارا پیارا رب بہت ہی رحم کرنے والا ہے اور ذرہ بھر ظلم کا تصور جو ایک نقص ہے خدا کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ ظلام نہیں ہے۔ یعنی ذرہ بھر ظلم بھی خدا کے متعلق متصور نہیں کیا جا سکتا۔ پس

سوال یہ پیدا ہوتا ہے

کہ جن کے متعلق ہمارے رب کا یہ فیصلہ ہے کہ ان کو دکھ اور تکلیف اور عذاب پہنچے اس دنیا میں یا اُس دنیا میں، جسمانی طور پر یا جذباتی اور روحانی طور پر۔ یہ فیصلہ ظلم کی بنا پر تو نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ پاک ذات تمام صفات حسنہ کاملہ سے متصف ہے۔ تمام خوبیاں جو انسانی دماغ اپنے تصور میں لا سکتا ہے وہ اسی کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خوبیاں اس کے اندر ہیں۔ ہمارا دماغ اپنی پہنچ کے مطابق اپنے رب کے حسن اور احسان کے جلوے اور بہت ساری خوبیاں دیکھتا ہے۔ لیکن جو ہم محسوس کرتے یا مشاہدہ کرتے ہیں وہ اپنی ناقص قوت [illegible] کے مطابق کرتے ہیں وہ تو ان [illegible]

منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نُصرتِ الٰہی

خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی اُن پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

(درثمین اردو)

اچھا ہے۔ وہ ہمارے فہم اور ادراک سے بالا ہے۔ بہرحال ہم اپنی زبان میں یہ کہتے ہیں کہ تمام صفات حسنہ سے وہ متصف ہے پس اس کا کسی کے متعلق ذکھ یا عذاب کا فیصلہ کرنا ایک فیصلہ نہیں جو کسی نقص کو اس کی طرف منسوب کر دینے کا باعث بنتا ہو بلکہ اس کی صفات کے مطابق ہی اس کا فیصلہ ہے۔ پس اس سلسلہ میں قرآن کریم کو ہی ہمیں بتانا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سو کا کب اور کیوں اور کس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازنے کا کب اور کیوں اور کس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے۔

سورۂ احزاب میں

جس وقت تلاوت کے موقع پر میں اس آیت پر پہنچا تو اس آیت نے میری توجہ کو اپنی طرف کھینچی اور میں نے اس پر غور کیا اور اسی وقت جو باتیں سورۂ احزاب کی تلاوت کے وقت میرے ذہن میں آئیں میں نے وہ اختصار کے ساتھ نوٹ کرلیں۔ وہ میں آپ کو انشاء اللہ کل یا جب بھی خدا مجھے توفیق دے بتاؤں گا۔

۲۳ ر وفا کی تقریر

تعوذ اور تشہد کے بعد فرمایا:۔

کل میں نے سورۂ احزاب کی اٹھارہویں آیت پڑھی تھی اور اس کا مضمون بیان کیا تھا

یہ مضمون بنیادی اہمیت کا حامل ہے

قرآن کریم کے بعض مضامین بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض مضامین ان بنیادی مضامین کی فروع کے طور پر آتے ہیں۔

پس یہ ایک بنیادی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنی رحمت سے نوازنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو اس کے رب کی رحمت سے محروم نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقابلہ میں یہاں سوء کا لفظ ہے اور رحمت سے محرومی کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے سوء کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لیکن اگر اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی رحمت سے محروم کرنا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو اس عالم کے پیدا کرنے والے ربّ کو مجبور کر سکے کہ وہ ضرور اس سے رحمت اور احسان کا سلوک کرے۔ مرضی اللہ ہی کی نافذ ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ کل میں نے بتایا تھا

اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے

اور ہر چیز کو اس نے گھیرا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کی سزا کو بھی اس کی رحمت نے اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سزا اور اس کا غصہ اور اس کا قہر ہم عاجز بندوں کے غصہ اور قہر یا سزا کی طرح نہیں ہوتا۔ وہ تو غنی ہے۔ کوئی ہستی یا دنیا کی کوئی طاقت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جو لوگ اس کی مرضی اور منشاء کے خلاف عمل کرتے ہیں وہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے رحمت سے محروم کر دینا عقلاً بھی اور قرآن کریم کی روشنی میں بھی ایک تو ابدی نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ کے لئے کسی کو رحمت سے محروم کر دیا جائے اور دوسرے رحمت سے محرومی بھی رحمت کے لئے ہی ہوتی ہے۔ اصلاح کے لئے ہوتی ہے۔ بیماری کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی وضاحت قرآن کریم میں بہت جگہ کی ہے۔ لیکن جب میں سورۂ احزاب کی تلاوت کر رہا تھا تو میری توجہ کو اس آیت نے جذب کیا اور میں سوچنے لگا تو مجھے خیال آیا کہ سورۂ احزاب میں ہی یہ مضمون ضرور بیان ہوا ہوگا کہ

کن لوگوں کو رحمت سے محروم کیا جاتا ہے

اور کن کے لئے رحمت کا فیصلہ کیا جاتا ہے اس زاویہ سے میں نے آگے تلاوت کی اور چند باتیں میں نے نوٹ کرلیں جن کے متعلق میں اب یہاں کچھ کہوں گا۔

اللہ تعالیٰ اس کے معاً بعد آیات ۱۹ و ۲۰ میں فرماتا ہے:۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ
مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ
هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ
اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ
فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ
كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ
فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ
بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى
الْخَيْرِ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا
فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ وَكَانَ
ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝

ان دو آیات میں

چھ ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں

کہ اگر انسان ان کا مرتکب ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ (۱) معوّق بننے سے۔ مُعَوِّق کے معنی ہیں اَلْمُثَبِّطُ الصَّارِفُ عَنْ طَرِيْقِ الْخَيْرِ۔ جو بھلائی اور نیکی کے راستہ سے خود اپنے نفس کو اور دوسروں کو روکنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو جہاد سے منہ موڑتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنے اور ان پر چلنے کے لئے انتہائی جدوجہد اور کوشش اور مجاہدہ نہیں کرتے ان پر خدا کی رحمت کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں

دوسرے وہ لوگ ہیں جو نہ صرف یہ کہ خود خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہیں کرتے۔ (اب میں جہاد کا لفظ لوں گا۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ تلوار نکالی اور کافر کی گردن اڑانی شروع کر دی بلکہ

جہاد کا لفظ

اس معنی میں استعمال ہوگا جن میں اسے قرآن کریم نے استعمال کیا ہے۔ یعنی اپنی ساری طاقتوں کو خرچ کر کے اپنے نفس کی اصلاح کرنا اور اپنی ساری قوتوں کو دوسروں کی اصلاح پر لگانا۔ اور اگر نیکی کے ان دو کاموں سے شیطانی طاقت انسان کو روکنے کے درپے ہو اور دنیوی اور مادی طاقت کو استعمال کرنا چاہے تو دفاع کے طور پر جس قسم کے ہتھیار وہ استعمال کرتے ہوں اس کے مقابلہ میں اسی قسم کے ہتھیار استعمال کرنا

یہ سب سے چھوٹا جہاد ہے

بڑا جہاد اصلاحِ نفس اور اصلاحِ خلق ہے۔) یعنی یہ لوگ اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتے غیروں کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جب دفاع لازم ہو جائے تو دفاع کے لئے جو قربانی اور مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کرنا پڑتی ہیں ان سے ڈرتے ہیں۔ غرض جو لوگ جہاد سے منہ موڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ ان پر بند ہو جاتا ہے

دوسرے وہ ہیں جو نہ صرف یہ کہ خود جہاد میں شامل نہیں ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی روکتے ہیں کہتے ہیں هَلُمَّ اِلَيْنَا آرام سے دنیا کی ٹھنڈی چھاؤں میں آکر ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔ اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا یہاں کی عارضی ٹھنڈک اور خنکی کا مقابلہ اگر نارِ جہنم کی تیز گرمی سے ہو تو اس کو اس پر قربان کرنا چاہیئے۔ اس کی پروا نہ کرتے ہوئے دنیا کے ٹھنڈے سائے کے نیچے پناہ لینا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ لیکن وہ دوسروں کو کہتے ہیں نہیں۔ تم بھی جہاد میں شامل نہ ہو۔

تیسرے اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ قرآن کریم نے اس آیت میں

اَشِحَّةً کا لفظ

دو جگہ استعمال کیا ہے اور دو مختلف معانی میں استعمال کیا ہے کیونکہ شُحّ کے معنی ہیں بخل اور حرص دو چیزیں پائی جاتی ہیں اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ میں بخل پر زور ہے۔ یعنی وہ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان مومنوں کو کچھ نہ ملے۔ پس یہاں بخل کے پہلو کو نمایاں کیا گیا ہے۔ لیکن دوسری جگہ جو اَشِحَّةً ہے (اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ) وہاں پر حرص کو نمایاں کیا گیا ہے چاہتے ہیں سب کچھ ان کو ہی مل جائے۔ یعنی وہ لوگ جو مومنوں کے مخالف ہوتے ہوئے شُحّ کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب نہیں کرتا۔ وہ چاہتے یہ ہیں کہ انہیں سب کچھ ہی مل جائے اپنے سب مقصود پالیں لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے (فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ) اس مقصد میں تم کامیاب نہیں ہو گے۔ غرض تیسری بات جو انسان کو خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیتی ہے یہ ہے کہ مومنوں کے مقابلہ میں بخل اور حرص کے جذبات تیز ہوتے ہیں۔

یہ گندی عادت (اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ کی) جماعت کے ایک حصہ میں پیدا ہو رہی ہے۔ انتخابات کے وقت بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ فلاں عہدہ دوسرے کو نہ ملے مجھے ضرور مل جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ تعلیم ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتی ہے کہ عہدہ اس کے اہل کو ملنا چاہیئے۔ اور

عہدہ لینے کی خواہش نہیں ہونی چاہیئے

جن کے ذمہ یہ فرض لگایا گیا ہے کہ وہ کسی کو عہدہ دیں ان کو اس تعلیم کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے۔ عہدے دو طریقوں سے دئے جاتے ہیں۔ کبھی وہ مرکز کے مشورہ سے دئے جاتے ہیں اور کبھی وہ جماعت کے مشورہ سے دئے جاتے ہیں۔ اور جو بھی عہدہ دینے کا ذمہ دار ہو اسے چاہیئے وہ اہلیت کو مدنظر رکھے میں یہ نہیں کہتا کہ سارے لوگ اسلامی تعلیم کو بھول گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بڑے فدائی دئے ہیں لیکن اگر رخنہ چھوٹا سا بھی ہو تو اس کو فوراً بند کر دینا چاہیئے۔ پھر بعض لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ احمدیت اور اسلام کی اصل روح کو بھول جاتے ہیں اور کہتے ہیں بس عہدہ مل گیا۔ اور پھر عہدہ لینے کے بعد تین سال تک وہ کوئی کام نہیں کرتے کیونکہ مقصد ان کا کام نہیں ہوتا بلکہ عہدہ کا حصول ہوتا ہے۔ ان کا مقصد حاصل ہو گیا اور وہ آرام سے بیٹھ گئے۔ اس وجہ سے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ یہ لوگ جماعت مومنین سے عناد رکھنے والے ہیں ان کے مدنظر صرف ان کا اپنا ہی نفس ہوتا ہے۔

غرض جو شخص حرص اور بخل کی راہوں کو اختیار کرتا ہے اور ہر خیر کا منبع اللہ کو نہیں سمجھتا اور کہتا ہے کہ میں اپنی کوشش کے نتیجہ میں اور تدبیر کے نتیجہ میں ان چیزوں

کو حاصل کر لوں گا۔ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے

چوتھے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ کہ جب انہیں

ابتلاء اور آزمائش

میں ڈالا جاتا ہے تو انتہائی بزدلی کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ تو وقت تھا اپنے حسنِ عمل کے ظاہر کرنے کا۔ وہ تو وقت تھا اپنے رب سے یہ کہنے کا کہ ہم عاجز بندے ہیں لیکن جو کچھ تو نے ہمیں دیا ہے وہ تیری راہ میں ہر آن قربان ہے۔ دنیا کی کسی چیز سے کسی طاقت سے ہم ڈرتے نہیں۔ خوف نہیں کھاتے۔ اگر خوف ہمارے دل میں ہے تو صرف تیرا۔ اور اگر ہم کسی سے امید رکھتے ہیں تو صرف تجھ سے۔ لیکن دنیوی فوائد پر اس جذبۂ ایثار اور فدائیت کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور ابتلاء اور آزمائش کے وقت بزدلی کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ لیکن جو خدا کی راہ میں جرأت اور شجاعت نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

پانچویں جس وقت امن کا زمانہ ہو اس وقت یہ لوگ بڑی تیزی دکھاتے ہیں یعنی جب خطرہ کا وقت ہو تو خدا کی راہ میں شجاعت کا فقدان اور بزدلی کا مظاہرہ اور جب امن کا وقت ہو تو سوائے نفس کی خاطر تلوار کی طرح تیز زبان نکال لیتے ہیں اور اس طرح وہ مخلصین کو ایذاء پہنچاتے ہیں پس جو گروہ اس قسم کا ہو یا جو فرد ایسا ہو، وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے لئے سُوء مقدر کر دی جاتی ہے۔ اس دنیا میں بھی اور ایک محدود وقت کے لئے اُس دنیا میں بھی۔ کیونکہ جہنم نے تو ایک وقت کے بعد خالی ہو جانا ہے

چھٹے یہاں یہ فرمایا

وہ حرص سے کام لیتے ہیں

اور چاہتے ہیں کہ سب خیر اور بھلائی صرف ان کے حصہ ہی میں آئے جماعت مومنین کو کوئی خیر نہ پہنچے۔ انہوں نے اپنا مذہب ہی یہ بنا لیا ہوتا ہے۔

پس ایک گروہ ایسا پیدا ہو جاتا ہے جو الٰہی سلسلہ کے متعلق یہ خواہش رکھتا ہے کہ کوئی بھلائی ان کو نہ پہنچے۔ اگر کامیابی حاصل ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملے تو بجائے اس کے کہ وہ بشاشت اور شکر اور خوشی کے جذبات سے بھر جائیں ان کے دل میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ کیا اور کیوں ہو گیا کہ الٰہی سلسلہ کو کوئی کامیابی حاصل ہوئی یا کوئی بشارت ملی یا اللہ تعالیٰ نے جماعت پر بحیثیت جماعت

احسان کرنا شروع کیا۔ (رحمت کے معنی ہی احسان کے ہیں۔) اور رحمت کے دروازے کھولنے شروع کئے۔

ہمارے لنڈن کے

ایک احمدی کو ایک بشارت

ملی ہے۔ مجھے وہ پڑھ کر بڑا لطف آیا ہے وہ ایک بشارت بھی ہے اور مجھ عاجز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیار کا اظہار بھی ہے۔ میری تو یہ حالت ہے کہ اسے پڑھ کر میرا سر اس کے آستانہ پر اور بھی جھک گیا ہے کہ کس طرح وہ اس گنہگار اور ناکارہ انسان کے ساتھ پیار کرتا ہے لیکن

جماعت کے لئے بھی

وہ ایک بڑی بشارت ہے۔ میں وہ بشارت کل سناؤں گا۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے خط میں اس کا ذکر ہے۔ اور وہ خط اس وقت میرے پاس نہیں۔ ویسے تو وہ دو سطریں ہی ہیں لیکن ساری بات زبانی یاد نہیں رہتی۔ کل انشاء اللہ وہ خط میں اپنے ساتھ لے آؤں گا۔ وہ ایک عظیم بشارت ہے اور جب اس قسم کی بشارتیں ملتی ہیں تو ان لوگوں کو بڑا ملال ہوتا ہے۔ یہ غمزدہ ہو جاتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی جماعت پر رحمتیں کر رہا ہے۔ وہ رحمتوں کا مینہ برسا رہا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہیں میں نے اس لئے زندہ اور قائم کیا ہے کہ تم میرے نام کو ساری دنیا میں پھیلاؤ اور میرے دین اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرو۔ اس کے مخاطب صحابۂ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ اور بعد میں آنے والے قیامت تک کے مسلمان بھی ہیں۔ اسی طرح "اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ" میں "کُمْ" کی جو ضمیر ہے وہ سب کی طرف ہی پھرتی ہے اور جہاں اس قسم کے الفاظ آئیں وہاں ہمیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

پڑھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے ساتھ ہی اس نے ہمیں کہا کہ ایک گروہ ایسا تمہارے ساتھ بھی لگا رہے گا جو تمہارے لئے نہ کسی خیر کی امید رکھے گا نہ کسی خیر کی خواہش کرے گا۔ اور نہ کسی خیر سے خوش ہو گا۔ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ۔ یہاں بخل کے پہلو کو اللہ تعالیٰ نے بڑا نمایاں کیا ہے

غرض یہ چھ باتیں یہاں بتائیں کہ جن کے اختیار کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سُوء کا ارادہ کرتا ہے اور دکھ پہنچاتا ہے۔ سُوء کے معنی غم اور دکھ کے ہیں وہ دنیوی ہو یا اُخروی۔ ظاہری ہو یا باطنی۔ سب کے اوپر

سوء کے لفظ کے معنی حاوی ہوتے ہیں۔ اور ان دو آیات میں اس نے چھ باتیں ایسی بتائیں جن کی وجہ سے وہ سُوء کا ارادہ کرتا ہے۔ اور پھر آگے بتایا کہ فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَهُمْ جو ان چھ راہوں کو یا ان میں سے کسی ایک راہ کو اختیار کریں گے ان کا حبط اعمال ہو جائے گا۔ اَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَهُمْ کے معنی کیا ہیں۔ اس کے معنی رحمت سے محرومی کے ہیں۔ کیونکہ اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ جب عمل محض دنیا کا ہو۔ دنیا کی خاطر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن کوئی ثواب نہیں دے گا۔ اس طرح انسان قیامت والے دن اس کی رحمت سے محروم ہو گیا۔ اسی لئے اسلام (جو بڑا ہی حسین مذہب ہے) نے ہمیں کہا ہے کہ تم ہر دنیوی عمل کو تقوٰے کی بنیاد پر قائم کرتے اور رکھتے ہوئے اُخروی عمل بنا سکتے ہو۔ یہاں تک کہ اگر اپنی بیوی کے منہ میں بھی تم اس نیت سے لقمہ ڈالو کہ اس حسنِ سلوک کے نتیجہ میں تمہارا رب تمہارے ساتھ محبت اور پیار کا سلوک کرے گا تو یہ بھی ایک نیکی کا کام ہو جائے گا۔ لیکن وہ لوگ جو دنیا کے کام محض دنیا کی خاطر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ قیامت کے دن وہ میری رحمت سے محروم کر دئے جائیں گے۔ فَاَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَهُمْ

دوسرے اس کے معنے یہ ہیں

کہ کام تو بظاہر ایسا ہو جس کا تعلق اُخروی زندگی سے ہو جس کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی تمہیں اس کا ثواب دے گا۔ مثلاً تلاوتِ قرآن کریم ہے۔ تلاوتِ قرآن کریم بڑی ضروری ہے ہمارے جو بڑے بڑے اولیاء گزرے ہیں انہیں تو قرآن کریم سے اس قدر محبت تھی کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے اور اس کے معنی کے سوچنے پر بڑا وقت خرچ کیا کرتے تھے ہمارے مشہور محدثین کے متعلق آتا ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا تو وہ اپنی پوتھیاں اور بستے بند کر کے ایک طرف رکھ دیتے تھے۔ اور سارا مہینہ سوائے قرآن کریم کی تلاوت کے اور کچھ نہیں کرتے تھے۔ نیز ان میں سے بعض تین دن میں ایک دور ختم کر لیتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان کو وہ حدیث نہیں پہنچی ہو گی جس میں کم سے کم تین دن میں قرآن کریم کا دور ختم کرنے کے لئے حکم ہے۔ کیونکہ وہ عاشق رسول تھے۔ اگر یہ ارشادِ نبوی ان تک پہنچ جاتا تو وہ یہ کام نہ کرتے۔ یا پھر کوئی اور مصلحت ان کے دماغ میں ہو گی۔ اس لئے کہ ان کی نیتیں

تو درست تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا سلوک بھی ان کے ساتھ پیار اور محبت کا تھا۔ بہرحال تلاوتِ قرآن بہت بڑی نیکی ہے کیونکہ

تمام نیکیاں قرآن کریم کے منبع ہی سے پھوٹتی ہیں

اس نے نیکیوں کی کامل تعلیم دی ہے۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے بچنے کی تعلیم بھی اس نے دی ہے۔ لیکن روایت ہے کہ ایک شخص قرآن کریم بہت پڑھا کرتا تھا۔ لوگ کہتے بڑا ہی برگزیدہ انسان ہے۔ ہر وقت تلاوت کرتا رہتا ہے۔ لیکن مرنے کے بعد جب وہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوا تو کہا گیا کہ یہ اس نیت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرتا تھا کہ لوگ کہیں کہ یہ قرآن کریم کی بہت تلاوت کرتا ہے۔ اس نے اپنی نیت کے مطابق پھل پا لیا۔ کیونکہ لوگوں نے کہا کہ واقعی بڑا قاری ہے۔ اور قرآن کریم کی بہت تلاوت کرتا ہے غرض اسے کہا گیا کہ جس مقصد کے لئے تم تلاوت کرتے تھے وہ تم نے اسی دنیا میں ہی پا لیا۔ اس دنیا میں تمہارے لئے ٹھکانہ یعنی جہنم ہے۔ فرشتوں کو کہا گیا کہ تم اسے گھسیٹ کر وہاں تک لے جاؤ۔ اور یہ سب کچھ باوجود کثرت سے تلاوتِ قرآن کرنے کے ہوا۔ یہ بھی حبطِ اعمال کی ایک شکل بنتی ہے اور یہ بھی رحمت سے محرومی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری بتائی ہوئی راہوں کو چھوڑ کر اور راہیں اپنے لئے اختیار کرو گے تو تم میری کامل رحمت سے محروم ہو جاؤ گے۔ میرا فیصلہ تمہارے حق میں سوء کا ہو گا۔ رحمت کا نہ ہو گا۔ رحمت سے محرومی کا ہو گا۔

تیسری شکل رحمت کی محرومی کی یہ بنتی ہے اور

یہ بھی بڑا خوف کا مقام ہے

کہ ایک شخص نیک نیتی کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجا لاتا ہے لیکن وہ محرمات سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس کی زندگی کا ایک حصہ خلوصِ نیت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کی رضا کے حصول کے لئے اعمالِ صالحہ بجا لانے پر خرچ ہوتا ہے۔ لیکن ایک دوسرا حصہ اس کی زندگی کا بدیوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے اور وہ سیئات کرتا ہے۔ اور مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ کی وعید کے نیچے آ جاتا ہے۔ اس کی برائیوں کا وزن نیکیوں کی نسبت زیادہ ہو جاتا ہے یہ محاورہ ہمیں سمجھانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ اس کی برائیوں کا وزن نیکیوں اور اعمالِ صالحہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ نیکیاں ساری کینسل Cancel ہو جاتی ہیں اور وہ شخص خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے جہاں اس مختصر سی زندگی میں خدا تعالیٰ کی رحمت کی جستجو اور تلاش میں اعمالِ صالحہ بجا لانے

ضروری ہیں دیا ہی

اس مختصر سی زندگی میں

یہ کوشش بھی ضروری ہے کہ انسان سیئات میں مبتلا نہ ہو۔ تا ایسا نہ ہو کہ اس کی نیکیاں ضائع ہو جائیں اور وہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جائے۔

غرض پہلی آیت میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ جس کے متعلق ارادہ کرتا ہے اس کے لئے سود کا فیصلہ مقدر کر دیتا ہے اور

اس آیت میں بتایا

کہ جو ان راہوں کو اختیار کرتا ہے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ ان غلط راہوں کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں، ان بدیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے سود کا فیصلہ کر لیتا ہے اور اسے رحمت سے محروم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہمیشہ شیطان کے حملوں سے ہمیں بچائے

آمین

(الفضل یکم نبوت (نومبر) ۱۳۴۷ ہش)

ایک بہت ضروری اعلان برائے قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ

قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہونے کے لئے درخواستیں بھجوانے والے احباب میں سے بعض کی طرف سے نظارت ہذا کو اس مضمون کے خطوط آرہے ہیں کہ تا حال ان کی صوبائی حکومت کو مرکزی سرکار کی طرف سے قافلہ کی منظوری کے بارہ میں ہدایت نہیں پہونچی۔ اس بارہ میں احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ باوجود متعدد یاددہانیوں کے اور کوشش کے تا حال حکومتِ پاکستان سے قافلہ کی منظوری کی اطلاع حکومتِ ہند کو نہیں ملی۔ تاہم مرکزی سرکار کی طرف سے متعلقہ صوبائی حکومتوں کو اس قسم کی ہدایات ارسال کی جا چکی ہیں کہ وہ قافلہ میں شامل ہونے والے افراد کے پاسپورٹوں کی کارروائی مکمل رکھیں۔ تا حکومتِ پاکستان کی طرف سے منظوری کی اطلاع ملنے پر مرکزی ہدایت پر بلا تاخیر پاسپورٹ جاری کئے جا سکیں۔ نظارت ہذا کی طرف سے بھی متعلقہ صوبائی حکومتوں کو اس مضمون کی چٹھیاں بھجوائی گئی ہیں کہ قافلہ میں شامل ہونے کے لئے درخواستیں دینے والے افراد کے پاسپورٹ جلد جاری فرمائیں۔

حکومتِ پاکستان سے قافلہ کی منظوری کے لئے کوشش جاری ہے۔ منظوری حاصل ہونے پر جلد مرکزی سرکار کی طرف سے متعلقہ صوبائی حکومتوں کو ہدایات جاری کر دی جائیں گی۔

احباب جماعت اپنی کوشش پاسپورٹوں کے حصول کے لئے جاری رکھیں۔ اور مایوس ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔ عین ممکن ہے کہ آخری ہفتہ میں منظوری آجائے۔

اس کے ساتھ ہی احباب دعا بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو کامیاب فرمائے اور سب روکیں دور ہو جائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواست ہائے دُعاء

۱۔ محترمہ استانی حمیدہ صابرہ کے چھوٹے بھائی رشید کی پڑی میں رسولی ہو جانے کی وجہ سے جنرل ہسپتال کوٹ مکھیت میں زیر علاج ہیں اپریشن ہونے والا ہے۔ ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائی جائے

۲۔ خاکسار کی صحت گذشتہ تین چار ماہ سے خراب چلی آرہی ہے۔ مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۳۔ ربوہ میں میرے بوڑھے والدین اکثر علیل رہتے ہیں ان کی صحت اور درازیٔ عمر کیلئے دعا فرمادیں

۴۔ لندن میں میرے بڑے بھائی جان اکثر بیمار رہتے ہیں ان کی شفایابی کے لئے دعا فرمادیں

خاکسار مرزا منصور احمد درویش قادیان

۵۔ خاکسار کے ہاں اہلیہ اول کے بطن سے بچی تولد ہوئی ہے۔ (۱۸ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو) حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے امتہ المجیب نام رکھا ہے بچی کی صحت و درازیٔ عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار بشیر احمد خادم درویش قادیان

۶۔ میں اپنی پریشانیوں کے ازالہ، قرض سے نجات اور رضاء الٰہی کے حصول کیلئے دعا کی درخواست کرتا ہوں

۷۔ عبد المجید صاحب کلکتوی کی اہلیہ شدید بیمار ہے شفایابی کیلئے درخواست دعا خاکسار سید غلام احمد سونگڑہ

ضروری اعلان برائے قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۸ء

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے جن احباب کے نام قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۸ء کی فہرست میں شامل کئے گئے ہیں اُن کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن جن دوستوں کو پاسپورٹ مل جائیں وہ پاسپورٹ ملتے ہی فوراً نظارت امور عامہ قادیان کو ارسال کر دیں اور پاسپورٹ سائز کے تین عدد فوٹو بھی پاسپورٹ کے ساتھ ہی بذریعہ رجسٹری ارسال کریں۔ اس کے علاوہ فی پاسپورٹ پچیس روپے (۲۵) بطور فیس محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال کریں۔ جس کے ساتھ یہ وضاحت ہو کہ یہ رقم نظارت امور عامہ کی امانت "ب" میں جمع کی جائے۔ یا لکھا جائے کہ یہ رقم پاسپورٹ کے لئے ہے

ضروری قادیان سے نظارت امور عامہ کے نمائندگان ویزے حاصل کرنے کے لئے مورخہ ۸ر دسمبر سے ۱۲ر دسمبر تک دہلی میں ٹھہریں گے۔ اس لئے جن دوستوں کو پاسپورٹ دیر سے ملیں اور وہ سمجھتے ہوں کہ قادیان میں ان کے پاسپورٹ پہونچنے تک نظارت امور عامہ کے نمائندگان دہلی پہنچ چکے ہوں گے تو وہ اپنے پاسپورٹ براہِ راست مندرجہ ذیل پتہ پر خود لے کر پہنچ جائیں یا بصیغۂ رجسٹری ڈاک ارسال کر دیں:۔

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب۔ انجمن احمدیہ ۵۹۷۳ بلیماران دہلی ۶

M. Bashir Ahmad Sahib A. A.

Anjuman Ahmadiya 5973 Ballimaran Delhi - 6

قافلہ جو دوست قادیان سے روانہ ہونے والے قافلہ میں شامل ہونا چاہیں وہ جلد از جلد نظارت ہذا کو اطلاع دیں۔ تاکہ قافلہ کی تعداد کو ملحوظ رکھ کر بسوں کا انتظام کیا جا سکے۔ قادیان سے قافلہ انشاء اللہ مورخہ ۱۴ر دسمبر کو بعد نماز فجر بسوں پر روانہ ہوگا۔ اس لئے جو دوست براہِ راست فیروزپور سے قافلہ میں شامل ہونا چاہیں انہیں مورخہ ۱۴ر دسمبر کو بارہ بجے دن سے قبل فیروزپور کے قریب حسینی والا بارڈر پر پہنچ جانا چاہیئے۔

عہدیداران و مبلغین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو تمام دوستوں تک پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان۔

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی (جنوری ۱۹۶۹ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرما دیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔ امید ہے کہ اخبار بدر کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمائیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔ **مینجر اخبار بدر قادیان**

خریداری نمبر	اسماء خریداران	خریداری نمبر	اسماء خریداران
۱۰۱۰	مکرم ڈاکٹر محمد سعید صاحب	۱۵۵۸	مکرم محمد عبد المجید صاحب
۱۰۳۲	" میر حبیب اللہ صاحب	۱۶۱۳	" اعظم بیڑی فیکٹری
۱۰۶۳	" منظور الحق صاحب سیٹھی	۱۶۱۴	" " "
۱۰۸۸	" سعید احمد صاحب میر	۱۶۳۵	" شیخ محمود علی صاحب قریشی
۱۱۰۰	" عبد الصمد خان صاحب	۱۶۳۷	" لطیف الرحمن صاحب
۱۱۴۴	" محمد عبد العزیز صاحب	۱۶۴۴	" محمد عارف صاحب
۱۱۹۱	" ایس اے احمد صاحب	۱۶۷۴	" سیٹھ محمد معین الدین صاحب
۱۲۰۵	مکرمہ نفیسی بُو صاحبہ	۱۸۱۳	" عبد الصمد صاحب
۱۲۲۰	مکرم ماسٹر عبد الرحمن صاحب پنشنر	۱۸۲۱	" عبد المنان صاحب
۱۲۴۳	" سیکرٹری صاحب فضل عمر فاؤنڈیشن	۱۸۳۰	" سید عنایت اللہ صاحب
۱۲۵۲	" شیخ علی صاحب ٹیلر	۱۸۳۳	" شریف احمد صاحب
۱۲۵۳	" مولوی خلیل الدین احمد صاحب	۱۹۴۵	" شیخ یوسف محمد صاحب
۱۲۶۲	" میر عبد الہادی صاحب	۱۹۴۷	" سید فراز حسین صاحب
۱۲۷۶	" ایس اے ستار صاحب	۱۹۴۹	" رانا حفیظ صاحب
۱۴۳۰	" یونس خان صاحب	۱۹۵۰	" ڈاکٹر چودھری محمد زمان صاحب
۱۴۴۹	" ڈاکٹر محمد یونس صاحب	۱۹۵۷	" مقتدر محی الدین صاحب

جماعتِ احمدیہ کے خلاف ایک سراسر باطل الزام کی حقیقت

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شبستان ڈائجسٹ نئی دہلی اکتوبر ۱۹۶۸ء کے شمارہ میں صفحہ ۴۶ پر جماعتِ احمدیہ کو بدنام کرنے کے لئے کسی محمد اقبال اہیل (مکہ مکرمہ سعودی عرب) کی طرف سے یہ شائع کیا گیا ہے کہ

"اسرائیل میں بہائیت کے بعد سب سے بڑا غیر ملکی مشن قادیانیوں کا ہے اور حال ہی میں سینگال سے ایک مشہور اجتماعیات کے پروفیسر بیرٹ آئے تھے انہوں نے وہاں افریقہ میں یہودی وابستہ دوانیوں پر دو بیحد مفید لیکچرز دئے تھے جن میں یہ بتایا تھا کہ افریقہ میں قادیانی اور بہائی کس طرح اسرائیل کا کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت مستند حوالوں سے عالمی صیہونی اور یہودی تحریک اور اسرائیل کے ساتھ قادیانیوں اور بہائیوں کے گہرے اشتراکِ عمل کو ثابت کیا ہے۔"

اس تحریر میں جماعتِ احمدیہ پر اسرائیل کا کام کرنے اور اس کے ساتھ اشتراکِ عمل کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ جماعت اسرائیل کی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں شریک ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جون ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں شکست کی وجہ سے تمام عالمِ اسلام کے خیالات انتہائی نزاکت اختیار کر چکے ہوئے ہیں۔ مخالفینِ احمدیت نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کی مخالفت اور اس کو بدنام کرنے کا ایک نیا طریق نکالا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محض افتراء کے طور پر جماعت کے بارہ میں ایسی باتیں پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے جن کی حقیقت کچھ نہیں۔

جس بات کو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کر کے اسے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کے ثبوت میں اجتماعیات کے پروفیسر مذکور کے مزعومہ مستند حوالوں کو پیش نہیں کیا گیا۔ لہٰذا اس بارہ میں ہم اظہارِ خیال کرنے سے معذور و قاصر ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب باتیں محض فرضی اور من گھڑت ہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ان "مستند حوالوں" کا ذکر کر کے ثبوت بہم نہ پہنچایا جاتا۔ مخالفین کا ہمیشہ یہ رویہ رہا ہے کہ وہ ایک بات اپنے پاس سے گھڑ لیتے ہیں۔ اور پھر فرضی حوالوں کا نام لے کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اس بات کا ثبوت پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ ان کے دلائل اسی طرح فرضی اور خیالی ہوتے ہیں جس طرح ان کا من گھڑت دعوٰے فرضی اور خیالی ہوتا ہے۔

الغرض جب کوئی مدعی کسی بات کی دلیل نہیں رکھتا تو وہ اس قسم کا شیوہ اختیار کر لیتا ہے۔ یہاں بھی یہی صورتِ حال ہے۔ دعوٰے اور دلائل دونوں ہی من گھڑت فرضی اور خیالی ہیں جن کا کچھ بھی وجود نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علاقہ فلسطین میں سے مقامی عرب باشندوں کی ایک معقول تعداد جماعت احمدیہ میں داخل ہے۔ اس جماعت کا مرکز جبلِ کرمل ہے۔ وہاں جماعت کا اپنا مشن، پریس، ہسپتال، مدرسہ اور لائبریری موجود ہے۔ یہ جماعت بڑی مخلص، ایثار پیشہ اور قربانیاں کرنے والی ہے۔ وہ اشاعتِ اسلام کے کام میں اپنا خرچ خود برداشت کر رہی ہے اور ہر طرح خود کفیل ہے۔ ۱۹۴۸ء میں جب اس علاقہ میں اسرائیلی حکومت قائم ہوئی تو دوسرے بہت سے عرب باشندوں کی طرح احمدیہ جماعت کے ان ممبران کو بھی اسرائیلی مملکت کے ماتحت رہنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور اسلام کی اصولی تعلیم کے بموجب یہ سب حکومتِ اسرائیل کے قوانین ماننے کے پابند ہیں۔

اس صورت میں ہزاروں ہزار دیگر عرب باشندوں کو چھوڑ کر مٹھی بھر احمدی جماعت کے ممبران کو اس رنگ میں محلِ تعریض بنانا کہ گویا احمدی جماعت کے افراد نعوذ باللہ عالمِ اسلام کے خلاف یہودی ریشہ دوانیوں میں شامل ہیں جماعتِ احمدیہ کے حق میں بہت بڑا ظلم و افترا ہے۔ کسی غیر مسلم ریاست کا باشندہ ہونے اور اس کے ملکی قوانین کی پابندی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جماعت احمدیہ اسلام کے خلاف کسی حکومت کی ریشہ دوانیوں میں حصہ لیتی ہے۔ دین اپنی جگہ ہے اور سیاست اپنی جگہ۔ کسی حکومت کے ساتھ وفاداری ہرگز اس بات کی متقاضی نہیں کہ اسلام کے ساتھ غداری کی جائے۔ جماعت احمدیہ کا قیام تو اسلام کی خدمت و اشاعت کی غرض سے ہوا ہے اور جماعت احمدیہ جہاں بھی ہو وہ اپنا حقیقی فرض جس کا تعلق اسلام کی اشاعت اور اس کی نشاۃِ ثانیہ سے ہے اسے بخوبی سرانجام دیتی ہے۔ اسلام کی تائید اور اس پر کئے جانے والے حملوں کی تردید اس کا نصب العین ہے۔ وہ وہاں کی پبلک اور اپنی حکومت دونوں کو اسلام کا پیغام پہنچاتی ہے اور حقیقی اسلام کا نام بلند کرتی ہے۔ اس بارہ میں اس نے کبھی بھی اپنے فرض کی ادائیگی سے غفلت نہیں برتی۔ وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر بڑے اخلاص اور ایثار اور ہر قسم کی قربانیوں سے کام لے کر اسلام کا نام روشن کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اور اسلام کی تائید عقلی اور روحانی دلائل سے کر کے اس کی برتری کا ثبوت پیش کرتی ہے۔ وہ اس کے خلاف پھیلائے جانے والے اعتراضات و اتہامات و خیالات کی تردید کر کے اس کی حقیقت لوگوں پر واضح کرتی ہے اور اس طرح اسلام کے نور سے دنیا کو منور کرنے کے لئے انتہائی مساعی و جد و جہد سے کام لیتی ہے جن کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو رہی ہے اور وہ اس کی خوبیوں اور فضائل و محاسن سے آگاہی حاصل کر کے اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ ان میں سے ایک قابلِ ذکر طبقہ اس کی اس برتری اور فوقیت کا اعتراف کر کے اس کے ساتھ آملا۔ اور اس کی تبلیغ و نشر و اشاعت میں ہر طرح سرگرم عمل ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کے لئے نمونہ بن رہا ہے۔ جماعتِ احمدیہ نے مذہبی طور پر کبھی بھی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے آگے سر نہیں جھکایا بلکہ ہمیشہ ہی اسلام کا سر بلند کیا ہے جماعتِ احمدیہ اپنے اس سنہری مسلک پر ہمیشہ قائم رہی ہے اس نے اسرائیل کے سامنے بھی مذہبی طور پر اپنا سر کبھی نہیں جھکایا۔

پنجاب (ہندوستان) سے بہت سے مسلمان بھاگ کر پاکستان چلے گئے۔ مگر جماعتِ احمدیہ کی قادیانی شاخ بدستور اپنے مرکز قادیان میں ۱۹۴۷ء سے اب تک موجود ہے۔ اور حکومتِ ہند کے قوانینِ ملکی کی پابندی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی کا کام بخوبی سرانجام دے رہی ہے۔ یہ اشاعتِ اسلام کا کام سارے ہندوستان میں جاری رکھے ہوئے ہے ایسا ہی اسرائیل سے بہت سے عربوں کو نکلنا پڑا۔ مگر وہاں کی جماعتِ احمدیہ اپنے مرکز جبلِ کرمل پر قائم رہی اور اب تک قائم ہے اور نامساعد حالات میں بھی اسلام کی تبلیغ کا اہم فرض پوری قوت کے ساتھ ادا کر رہی ہے اور یہود کو دعوتِ اسلام دے رہی ہے۔ اس فرض کی ادائیگی میں اسے ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ گزشتہ دنوں وہاں کی جماعت نے اسرائیل کے صدر کو قرآنِ کریم کا ترجمہ پیش کیا تھا۔ ایسا ہی وہاں کی حکومت کے بعض بلوں (بل) کا ترجمہ کروانے کا بھی موجب بنی تھی۔ اگر حکومت کا بل پاس ہو جاتا تو اسلام کے لئے وہاں بعض مشکلات کا پیدا ہونا یقینی امر تھا۔ مگر وہاں کے احمدی مبلغ اسلام نے بروقت کارروائی کر کے حکومت کو توجہ دلا کر اسے رکوا دیا۔ اس سے جماعتِ احمدیہ کی اسلام سے محبت کا اندازہ اور اس کے رویہ کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔ وہ کبھی بھی اسلام کے خلاف کسی بات کو برداشت ہی نہیں کر سکتی۔

لیکن جو پروپیگنڈا جماعتِ احمدیہ کے خلاف کیا جا رہا ہے وہ محض بے حقیقت ہے۔ اور اس کی غرض جماعت کو بدنام کرنے کے سوا اور کوئی نہیں۔ مخالفِ احمدیت جماعت کی کامیابیوں کو دیکھ کر اس کی اس امتیازی پوزیشن کو گرانے کے درپے ہے۔ چونکہ اسلام کی اشاعت، ترقی، فتح اور غلبہ کے لئے اس کی کامیاب مساعی کی وجہ سے اسے تمام عالمِ اسلام کے فرقوں پر ایک خصوصی امتیاز حاصل ہے اسے مخالفین برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ بجائے اس کے کہ اس کا ہاتھ بٹائیں اور اسلام کے لئے آگے بڑھ کر قربانیاں کریں وہ اس جماعت کو ہی گرانا چاہتے ہیں تا کہ وہ ان پر بازی نہ لے جائے وہ خود تو خدمت و اشاعتِ اسلام سے محروم تھے اسے بھی محروم کر کے اپنے برابر کرنا چاہتے ہیں اور اسی میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔

عرب ممالک اور دنیا کے تمام مسلمان اس امر کو بخوبی جانتے ہیں کہ جماعتِ احمدیہ کے ممبران گو اسرائیل میں موجود ہیں مگر ان کے متعلق اس قسم کے خدشہ و خطرہ کا امکان قطعاً نہیں جس کا اظہار بعض کوتہ اندیش لوگوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ ایسے لوگ در اصل خود اسلام کے چھپے دشمن ہیں۔ ان سے ہر طرح ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

اس قسم کے الزامات جماعتِ احمدیہ کی طرف ہرگز منسوب نہیں ہو سکتے۔ اس نے کبھی مخالفینِ اسلام کی ریشہ دوانیوں کی تائید نہیں کی نہ ان میں کبھی شرکت کی ہے بلکہ ہمیشہ ان کا قلع قمع کیا اور ان کو ناکام بنا دیا ہے

ہاں اگر اسلام سے کسی نے غدّاری کی ہے اور اس کو مجرم گردانا جا سکتا ہے تو وہ خود عرب ہیں جنہوں نے عیش پرستی کی۔ عملی صلاحیتوں سے محروم رہے عملی اسلام سے غافل رہے اور ایک دوسرے کی توہین اور ریشہ دوانیوں میں مصروف رہے۔ مناسب اور ضروری تیاری سے غفلت برتی۔ اتحاد کو پارہ پارہ کرکے اپنی قوت کو کمزور کرلیا۔ بلند بانگ دعوں؟ نعروں کے باوجود چار دن تک بھی وہ اسرائیل کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ان کی فضائی طاقت ہوائی اڈوں پر ہی محض تعطل اور بیکار کرکے رکھ دی گئی۔ جس کا باعث خود ان کی حکومتوں میں نام نہاد افسروں کی غدّاری تھی۔ ریشہ دوانیوں کا الزام بھی دراصل اس بناء پر ہے کہ وہ اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ احمدیہ جماعت کے متعلق مزعومہ ریشہ دوانیوں کا کوئی ثبوت نہیں مگر عربوں کے خلاف خود عربوں کا اپنا اعتراف موجود ہے اخبارات سے واقف حضرات اس تلخ حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں۔ یہ کل کی بات ہے۔ اس پر کوئی لمبا عرصہ نہیں گزرا۔ اس بارہ میں ریڈیو کی آواز اب تک کانوں میں گونج رہی ہے اور اخبارات کا مطالعہ کرنے والے اچھی طرح اس بات کو جانتے ہیں کہ خود عربوں میں سے ایک سنجیدہ طبقہ نے عرب ممالک کو ملامتوں کا نشانہ بنایا۔ ذرا شاہِ مراکش کا بیان ملاحظہ ہو

مراکش کے بادشاہ کا بیان

اخبار "جنگ" کراچی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۷ء نے لکھا ہے کہ انہوں نے اسرائیلی جنگ میں مسلمانوں کی شکست کی اصل وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"مشرق اوسط کی حالیہ جنگ میں عربوں کی شکست کی سب سے بڑی وجہ عرب ریاستوں کا عدم اتحاد اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے گناہ ہیں۔ خدا نے ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دی ہے اور ہمیں متحد ہونے کی ہدایت کی ہے۔ خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کی توہین نہ کی جائے۔ اور ہم نے زبانی اور تحریری طور پر ایک دوسرے کی توہین کی ہے۔ خدا نے ہمیں ایک اور موقع دیا ہے کہ ہم اس کے دست امکانات کی پابندی کریں اور اپنی زندگی کو خدائی قانون کے مطابق ڈھالیں [illegible] خدا نے ہمیں [illegible] کہ ہم [illegible]"

شاہ مراکش نے منافقی سے حقائق کا [illegible] کرکے [illegible] اور یہی وقت کی آواز ہے [illegible]

مؤثر کر جماعت احمدیہ کو بدنام کرنا ان لوگوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ جس قدر یہ لوگ اسے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے اسی قدر حقیقت سامنے آئے گی۔ اور ان لوگوں کی شرمندگی کا موجب بنے گی۔

اصل بات یہ ہے کہ الزام دینے والوں کو اس بات کا علم نہیں کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اسلام کے خلاف اسرائیل کی امداد کے قابل نفرین فعل کے برخلاف عین اس وقت جبکہ مغربی طاقتوں کے بل بوتے پر ۱۹۴۸ء میں اسرائیلی حکومت معرض وجود میں آرہی تھی تمام عالم اسلام کو اس نئے خطرناک فتنہ و منصوبہ کے مضمرات و مہلک اثرات کی وسعت و انجام و نتائج سے متنبہ کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو فتح و غلبہ کی پیشگوئی قرآن کریم سے دکھا کر اس کے لئے مثبت اور ٹھوس تجاویز، پروگرام و منصوبہ پیش کیا تھا جس کے ذریعہ تلافی مافات بھی ہوسکتی تھی اور آئندہ کے لئے صورت حال و فضا مسلمانوں کے حق میں سازگار ہوسکتی تھی۔ ضرورت صرف اس بات کی تھی کہ دانشمندی سے حالات کا جائزہ لیا جاتا اور اس پر مثبت رنگ میں عملی اقدام کیا جاتا۔ اس مسئلہ کو صرف عرب قومیت کے محدود نظریہ کے تحت اٹھانے کی بجائے عالم اسلام کا مشترک مسئلہ قرار دے کر اس سے اشتراکِ عمل کی اپیل کی جاتی۔ اور ان کو متحد کرکے اسرائیل کے سامنے لایا جاتا۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے اس سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھایا۔ ہم اس جگہ حضرت امام جماعت احمدیہ کا بروقت انتباہ اور اتحاد و قربانی کے لئے عملی اور ٹھوس تجاویز کا اقتباس قارئین کی اطلاع کے لئے درج کردیتے ہیں جو الزام دینے والوں کے الزام کی تردید کررہا ہے۔ فَتَدَبَّرُوا

فلسطین میں حکومت اسرائیل کے قیام پر آج سے کئی سال قبل حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مسلمانوں کو انتباہ و تجاویز

"وہ دن جس کی خبر توراۃ اور انجیل میں بھی دی گئی تھی۔ وہ دن جو مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ اور اندیشناک بتایا جاتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ آن پہنچا ہے۔ فلسطین میں یہودیوں کو پھر بسایا جارہا ہے اور امریکہ اور روس جو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر آمادہ ہو رہے ہیں اس مسئلہ میں ایک بستر کے دو ساتھی نظر آتے ہیں۔

(۳) فلسطین ہمارے آقا اور مولیٰ کی آخری آرامگاہ کے قریب ہے جن کی زندگی میں بھی یہودی ہر قسم کے نیک سلوک کے باوجود بڑی بے شرمی اور بے حیائی سے ان کی ہر قسم کی مخالفتیں کرتے رہتے تھے اکثر جنگیں یہود کے اکسانے پر ہوئی تھیں۔ کسریٰ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرانے پر انہوں نے ہی اکسایا تھا۔ خدا نے ان کا منہ کالا کیا مگر انہوں نے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کردیا۔ غزوہ احزاب کی لیڈری یہود کے ہاتھ میں تھی۔ سارا عرب اس سے پہلے کبھی اکٹھا نہ ہوا تھا۔ مکہ والوں میں ایسی قوتِ انتقامی تھی ہی نہیں۔ یہ مدینہ سے جلاوطن شدہ یہودی قبائل ہی کا کارنامہ تھا کہ انہوں نے سارے عرب کو مدینہ کے سامنے لا ڈالا خدا نے ان کا منہ کالا کیا مگر یہود نے اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصل دشمن مکہ والے تھے۔ مگر مکہ والوں نے کبھی دھوکہ سے آپ کی جان لینے کی کوشش نہیں کی۔ آپ جب طائف گئے اور ملک کے قانون کے مطابق مکہ کے شہری حقوق سے آپ دستبردار ہوگئے۔ مگر آپ کو لوٹ کر مکہ آنا پڑا تو اس وقت مکہ کا ایک شدید ترین دشمن آپ کی امداد کے لئے آگے آیا۔ اور مکہ میں اس نے اعلان کردیا کہ میں محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کو شہریت کے حقوق دیتا ہوں۔ وہ پانچوں بیٹوں سمیت آپ کے ساتھ ساتھ مکہ میں داخل ہوا۔ اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ محمدؐ ہمارا دشمن ہی سہی پر آج عرب کی شرافت کا تقاضا ہے کہ جب وہ ہماری امداد سے شہر میں داخل ہو رہا ہے تو اس کے اس مطالبہ کو پورا کریں ورنہ ہماری عزت باقی نہیں رہے گی۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اگر کوئی دشمن آپ پر حملہ کرنا چاہے تو تم میں سے ہر ایک کو اس سے پہلے مرجانا چاہئے کہ وہ آپ تک پہنچ سکے۔ یہ تھا عرب کا شریف دشمن۔ آپ کے مقابلہ میں بدبخت یہودی جس کو قرآن کریم مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن قرار دیتا ہے اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلایا اور صلح کے دھوکہ میں چکی کا پاٹ کوٹھے پر سے پھینک کر آپ کو مارنا چاہا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس منصوبہ کی خبر دے دی اور آپ سلامت وہاں سے نکل آئے۔ یہودی قوم کی ایک عورت نے آپ کی دعوت کی۔ اور زہر ملا ہوا کھانا آپ کو کھلایا آپ کو خدا تعالیٰ نے اس موقع پر بھی بچا لیا۔ مگر یہودی قوم نے اپنا اندرونہ ظاہر کردیا

یہی دشمن ایک مقتدر حکومت کی صورت میں مدینہ کے پاس سر اٹھانا چاہتا ہے۔ شاید اس نیت سے کہ اپنے قدم مضبوط کر لینے کے بعد وہ مدینہ کی طرف بڑھے۔ جو مسلمان یہ خیال کرتا ہے کہ اس بات کے امکانات بہت کمزور ہیں اس کا دماغ خود کمزور ہے۔ عرب اس حقیقت کو سمجھتا ہے۔ عرب جانتا ہے کہ اب یہودی عرب سے عربوں کو نکالنے کی فکر میں ہے اس لئے وہ اپنے جھگڑے اور اختلاف کو بھول کر متحدہ طور پر غربیوں کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوگیا ہے۔ مگر کیا عربوں میں طاقت ہے کیا یہ معاملہ صرف عرب سے تعلق رکھتا ہے۔؟ ظاہر ہے کہ نہ عربوں میں اس مقابلہ کی طاقت ہے اور نہ یہ معاملہ صرف عربوں سے تعلق رکھتا ہے۔

سوال فلسطین کا نہیں۔ سوال مدینہ کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ہے دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل اکٹھا ہوگیا ہے۔ کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقعہ پر اکٹھا نہیں ہوگا؟

(۳) ہمارے لئے یہ سوچنے کا موقع آگیا ہے کہ کیا ہم کو الگ الگ اور باری باری مرنا چاہئے۔ یا اکٹھے ہوکر فتح کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے میں سمجھتا ہوں وہ وقت آگیا ہے جب مسلمانوں کو یہ فیصلہ کرلینا چاہئے کہ یا تو وہ ایک آخری جدوجہد میں فنا ہوجائیں گے یا کلی طور پر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کا خاتمہ کردیں گے۔ مصر، شام اور عراق کا ہوائی بیڑہ سو ہوائی جہازوں سے زیادہ نہیں۔ لیکن یہودی اس سے دس گنا بیڑا نہایت آسانی سے جمع

کر سکتے ہیں .... بہر حال عالم اسلامی کو روس اور امریکہ دونوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ مگر عقل اور تدبیر سے۔ اتحاد اور یکجہتی سے۔ میں سمجھتا ہوں مسلمان اب بھی دنیا میں اتنی تعداد میں موجود ہیں کہ اگر وہ مرنے پر آجائیں تو انہیں کوئی مار نہیں سکے گا۔ لیکن میری یہ امید یں کہاں تک پوری ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے "

(۱۲) آج ریزولیشنوں سے کام نہیں ہو سکتا۔ آج قربانیوں سے کام ہوگا اگر پاکستان کے مسلمان واقعہ میں کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی حکومت کو توجہ دلائیں کہ ہماری جائدادوں کا کم از کم ایک معتدبہ حصہ اس وقت لے لے اور ایک معتدبہ حصہ سے ہی پاکستان کم از کم ایک ارب روپیہ اس غرض کے لئے جمع کر سکتا ہے۔ اور ایک ارب روپیہ سے اسلام کی موجودہ مشکلات کا بہت کچھ حل ہو سکتا ہے پاکستان کی قربانی کو دیکھ کر باقی اسلامی ممالک بھی قربانی کریں گے اور یقیناً پانچ چھ ارب روپیہ جمع ہو سکے گا جس سے فلسطین کے لئے باوجود یورپین ممالک کی مخالفت کے آلات جمع کئے جا سکتے ہیں۔ ایک روپیہ کی جگہ پر دو۔ دو روپیہ کی جگہ پر تین۔ تین روپیہ کی جگہ پر چار اور چار روپیہ کی جگہ پر پانچ خرچ کرنے سے کہیں نہ کہیں سے چیزیں مل جائیں گی۔ یورپین لوگوں کی دیانتداری کی قیمت ضرور ہے خواہ وہ قیمت گراں ہی کیوں نہ ہو انہیں خریدا ضرور جا سکتا ہے خواہ بڑھیا بولی پر۔ مگر بولی دینے کے لئے جیب بھی بھری ہوئی ہونی چاہئے پس میں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس نازک وقت کو سمجھیں اور یاد رکھیں کہ آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ یہودی اور عیسائی اور دہریہ مل کر اسلام کی شوکت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ پہلے فرداً فرداً یورپین اقوام مسلمانوں پر حملہ کرتی تھیں مگر اب مجموعی صورت میں ساری طاقتیں مل کر حملہ آور ہوئی ہیں۔ آؤ ہم بھی سب مل کر ان کا مقابلہ کریں کیونکہ اس معاملہ میں ہم میں کوئی اختلاف

نہیں۔ دوسرے اختلافوں کو ان امور میں سامنے لانا جن میں کہ اختلاف نہیں نہایت بیوقوفی اور جہالت کی بات ہے۔

پس اگر ہم تقویٰ سے کام لیں تو اللہ تعالیٰ کی پہلی پیشگوئی اس رنگ میں پوری ہو سکتی ہے یہود نے آزاد حکومت کا وہاں اعلان کر دیا ہے لیکن اگر ہم نے تقویٰ سے کام نہ لیا تو پھر وہ پیشگوئی لمبے وقت تک پوری ہوتی چلی جائے گی۔ اور اسلام کے لئے ایک نہایت خطرناک دھکا ثابت ہوگی۔ "

پس ہمیں چاہئے اپنے عمل سے اپنی قربانیوں سے، اپنے اتحاد سے اپنی دعاؤں سے، اپنی گریہ وزاری سے اس پیشگوئی کا عرصہ تنگ سے تنگ کر دیں اور فلسطین پر دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے زمانہ کو قریب سے قریب تر کر دیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایسا کر دیں تو اسلام کے خلاف جو رَو چل رہی ہے وہ الٹ پڑے گی۔ عیسائیت کمزوری اور انحطاط کی طرف مائل ہو جائے گی۔ اور مسلمان پھر ایک دفعہ بلندی اور رفعت کی طرف قدم اٹھانے لگ جائیں گے۔ شاید قربانی مسلمانوں کے دل کو بھی صاف کر دے اور ان کے دل بھی دین کی طرف مائل ہو جائیں دنیا کی محبت ان کے دلوں سے سرد ہو جائے۔ پھر خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین کی عزت اور احترام پر وہ آمادہ ہو جائیں اور ان کی بے دینی دین سے اور بے ایمانی ایمان سے اور ان کی سستی چستی سے اور ان کی بدعملی سعیٔ پیہم سے بدل جائے

(اقتباسات از مضمون "اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ" مطبوعہ اخبار الفضل ۲۱ مئی ۱۹۴۸ء)

پس اس بروقت وارننگ اور تنبیہ سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ کس قدر حساس واقع ہوئی ہے۔ اور وہ کبھی بھی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں سے کام نہیں لے سکتی یہ کام تو مخالفین اسلام اور منافقین کا ہے۔ جماعت احمدیہ تو ان باتوں سے بالا ہے۔ وہ تو اسلام کی سربلندی، فتح و غلبہ کے لئے کھڑی ہوئی ہے یہ کام اس کی شان کے خلاف ہے۔ اس نے ایسے وقت میں اسلام کی تائید کا کام کیا ہے جب کہ عالم اسلام کو احساس بھی نہ تھا۔ اور باوجود اپنی قلت تعداد کے اسلام کی ہمدردی و

تائید کا کام ایسے شاندار طور پر کر کے دکھا دیا جو دوسرے مسلمانوں سے باوجود کثرت و طاقت کے نہ ہو سکا۔ لہٰذا اس کی طرف مخالفین کی گھناؤنی باتیں منسوب نہیں ہو سکتیں۔ محققین نے اس کے شاندار کارنامہائے اسلامی کو خوب سراہا ہے۔ بلکہ اس کے ان زرین کاموں کو پیش کر کے دوسرے مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے بار بار تحریک کی ہے جماعت احمدیہ نے اسلام کی تائید میں شاندار لٹریچر پیدا کیا ہے۔ فعال اور متحرک مشن قائم کئے ہیں۔ مضبوط و بہترین تنظیم کو آگے کیا ہے۔ اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کئے ہیں۔ اور ہر طرح اسلام کی طرف سے دفاع اور تائید کا کام پوری شان سے کر کے اسلام کو بلند مینار پر کھڑا کر دیا ہے۔ اسلام کی یہ ترقی روز افزوں ہے۔ دشمن اسلام اس کے سامنے ہر محاذ پر پسپا ہو رہا ہے اور اس کا قلعہ متزلزل ہے۔ دشمن اسلام کو اس کے سامنے اپنے وجود کو قائم رکھنے کی کوئی تدبیر نہیں سوجھ رہی۔ ہر طرف اسلام کا رعب چھا رہا ہے اور مخالفین اسلام کے دل لرزاں و ترساں ہیں۔ ایسی پُر شوکت فتح کے بعد بھی جماعت احمدیہ کو دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں کا شریک قرار دینا بڑی حق دشمنی ہے۔

افریقہ میں تبلیغ اسلام

محمد اقبال سہیل صاحب نے اجتماعیات کے پروفیسر سے منسوب کرتے ہوئے جو بیان درج کیا ہے کہ

"افریقہ میں قادیانی اور بہائی کھل کر اسرائیل کا کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت مستند حوالوں سے عالمی صیہونی اور یہودی تحریک اور اسرائیل کے ساتھ قادیانیوں اور بہائیوں کے گہرے اشتراک عمل کو ثابت کیا ہے "

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اتنی بڑی غلط بیانی شاید تاریخ اسلام میں اجتماعیات کے پروفیسر صاحب کے لئے ہی مقدر تھی۔ افریقہ کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کے درجنوں بیحد فعال مشن قائم ہیں جو لاکھوں روپیہ سالانہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت پر نہایت خلوص کے ساتھ خرچ کر رہے ہیں۔ یہی وہ براعظم ہے جہاں کسی زمانہ میں عیسائی پادری بڑے طمطراق کے ساتھ یہ دعوے کیا کرتے تھے کہ عنقریب یہ سارا براعظم عیسائیت کی گود میں گر جائے گا۔ لیکن جب احمدیت اور اسلام کے حقیقی خادموں نے انہیں للکارا تو ڈاکٹر بلی گراہم جیسے عیسائیت کے مشہور مناروں کو افریقہ سے بھاگ جانے پر مجبور ہو جانا پڑا۔ یہی وہ براعظم ہے جہاں آج تقریباً اڑھائی سو مساجد غریب اور قلیل

جماعت نے تعمیر کرا کر افریقہ کے بے مذہب ممالک میں خدائے علیم و بصیر کے نام کو بلند کیا۔ اور یہی خون پسینے کی کمائی عشق اسلام کی خاطر خرچ کر کے اسلامی تعلیم کے لئے مدارس قائم کئے۔ پروفیسر صاحب موصوف خدا جانے افریقہ کے کن ویرانوں میں بھٹک کر بیروت پہنچ گئے ورنہ اگر وہ دیانتداری کے ساتھ مشرقی اور مغربی افریقہ کے ممالک میں احمدیہ جماعت کے ذریعہ سے اسلام کے اثر و نفوذ کو دیکھتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اتنی دیدہ دلیری سے اتنی بڑی غلط بیانی کرتے۔ چند سال قبل "ایسٹ افریقن اینڈ رہوڈیشیا" نامی انگلستان کے ایک رسالہ نے تحریر کیا تھا کہ

"... احمدیہ مسلم مشن نے کانفرنس منعقدہ نیروبی میں قرآن کریم کا ترجمہ ککویو زبان میں شائع کرنے کا ریزولیشن پاس کیا ہے۔ یہ جماعت اس سے قبل قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ شائع کر چکی ہے گزشتہ سال یہ جماعت انگریزی سواحیلی اور لوگنڈا زبان میں اڑھائی لاکھ صفحات پر مشتمل لٹریچر شائع کر چکی ہے ..."

اسی طرح مصر کے مشہور اخبار "الفتح" قاہرہ نے اپنی ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ کی اشاعت میں احمدیہ جماعت کے متعلق لکھا کہ

"جو شخص بھی ان لوگوں (جماعت احمدیہ) کے حیرت انگیز کاموں کو دیکھے گا وہ حیران و ششدر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے **اتنا بڑا جہاد کیا ہے جسے کروڑہا مسلمان نہیں کر سکے۔ صرف وہی ہیں جو اس راہ میں اپنی جانیں اور اموال خرچ کر رہے ہیں** "

تعجب ہے کہ افریقہ میں احمدیہ جماعت کے ذریعہ سرانجام پانے والا اشاعت و تبلیغ اسلام کا اتنا بڑا کام پروفیسر صاحب کو نظر نہ آیا۔ سینکڑوں احمدیہ مساجد کے میناروں سے بلند ہونے والی اذان کی صدائیں ان کے کانوں میں نہ گونجیں بے شمار افریقی زبانوں میں جماعت کا شائع کردہ اسلامی لٹریچر ان کی نظر سے نہ گزرا۔ اور بیروت پہنچ کر احمدیت کے خلاف ایک ناپاک الزام لگا کر انہوں نے احمدیت کے مخالفین سے داد و تحسین حاصل کرنے کی ایک مکروہ کوشش کی۔

اجتماعیات کے پروفیسر صاحب! خدا کے لئے غور فرمائیے اجتماعیات کا فلسفہ وہ ہے جو حضرت امام جماعت احمدیہ رضی اللہ عنہ نے اپنے علم خداداد سے ۱۹۴۷ء میں بیان فرمایا تھا۔ یہ ایک علم ہے۔ یہ ایک فلسفہ ہے۔ یہ ایک بروقت کی تہدید ہے جو آج بھی قابل عمل ہے آپ نے پروفیسر صاحب جو کچھ فرمایا ہے وہ اجتماعیات کے پروفیسروں کا کام نہیں بلکہ افتراقیات کے پروفیسروں کا

احمدیہ صوبائی کانفرنس شاہجہانپور میں چند اہم فیصلے

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل صدر مجلس استقبالیہ احمدیہ صوبائی کانفرنس شاہجہانپور

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ شاہجہانپور میں ۹-۱۰ نومبر کو منعقد ہونے والی صوبائی کانفرنس نہایت ہی کامیابی سے اختتام پذیر ہوئی۔ اس کانفرنس کی کامیابی کا سہرا احباب جماعت احمدیہ شاہجہانپور کے سر پر ہے جنہوں نے رات دن کانفرنس کے دنوں میں محنت کی۔

جماعت احمدیہ شاہجہانپور کے سب افراد بالعموم اور بزرگوارم حاجی عبدالغفور صاحب مرحوم کے خاندان کے جملہ افراد بالخصوص قابل مبارکباد ہیں کہ ان سب نے اس کانفرنس کو کامیاب کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنے گھر میں جملہ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام کیا

باہر سے آنے والی مستورات کی مہمان نوازی اور دیکھ بھال میں خاندان کی سب عورتوں نے اور بالخصوص والدہ محترمہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب نے قابل تعریف کام کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کا اجر جزیل سب افراد کو حصہ رسدی عطا فرمادے اور آئندہ بھی جماعت احمدیہ شاہجہانپور کو بیش از پیش خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

شاہجہانپور میں منعقد ہونے والی کانفرنس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب بھی اس کانفرنس میں شریک ہوئیں ان کی تشریف آوری کے نتیجہ میں لجنہ اماء اللہ کا ایک اجلاس بھی ہوا جس میں غیر احمدی مستورات کافی تعداد میں شریک ہوئیں۔ اس اجلاس کی تفصیلی رپورٹ علیحدہ شائع ہوگی۔

احمدیہ صوبائی کانفرنس کے دوسرے روز ایک تربیتی اجلاس حضرت صاحبزادہ میرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی صدارت میں ہوا۔ جس میں اتر پردیش کے تبلیغی کام پر غور کیا گیا۔ اور آئندہ سال کے لئے پروگرام مرتب کیا گیا۔ اس اجلاس میں یہ طے پایا کہ آئندہ سال ۱۹۶۹ء میں صوبائی کانفرنس بمقام رائٹہ ضلع ہمیرپور ماہ نومبر کے پہلے ہفتے میں ان شاء اللہ منعقد ہوگی۔ معین تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

یہ بھی طے پایا کہ کانفرنس کے بعد موضع کیا نپور، لکھنؤ، شاہجہانپور اور بریلی میں سالانہ جلسے منعقد کئے جائیں۔ اس لئے مذکورہ جماعتیں ابھی سے تیاری شروع کریں تاکہ کانفرنس کے بعد ان کے ہاں کامیاب جلسے منعقد ہو سکیں۔

مزید یہ فیصلہ ہوا کہ صوبہ اتر پردیش کے احباب وقف ایام کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اس بابرکت تحریک کے بہترین اور عمدہ نتائج پر صاحب صدر حضرت مرزا وسیم احمد صاحب نے روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ یہ تحریک جماعت کی تربیت اور غیروں میں تبلیغ کے لئے بہترین تحریک ہے۔ احباب کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے

جو احباب اس تحریک میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے اسماء مع تعداد ایام وقف شدہ اس تفصیل کے ساتھ کہ وہ کس مہینے میں ایام وقف کر سکتے ہیں محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان کو تحریر کریں۔

بحیثیت صدر مجلس استقبالیہ احمدیہ صوبائی کانفرنس شاہجہانپور خاکسار نے اس اجلاس میں جو تقریر کی اس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے :۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مشہور شعر ہے ؎

کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

اس شعر پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو حضرت آدمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت ابراہیمؑ ایسے چار جلیل القدر انبیاء کا مثیل ٹھہرایا ہے۔ مزید غور کرنے سے یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کی جماعت اسی ترتیب کے ساتھ مذکورہ انبیاء کرام کے حالات میں سے گزرے گی۔ گویا جماعت احمدیہ پر چار اہم دور آئیں گے

پہلے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مثیل آدم ہیں۔ یعنی آپؑ ایک نظام کی بنیادی اینٹ رکھ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :۔

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں
سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا
اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا
اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین)

بس مثیل آدم کا دور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پورا ہوا

دوسرا دور مثیل موسیٰؑ کا ہے۔ یہ دور خلافت ثانیہ میں شروع ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ کی طرح ۱۹۴۷ء میں جماعت احمدیہ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ اس زمانے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا :۔

یَأْتِیْ عَلَیْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی

(تذکرہ صفحہ ۷۶۲)

یعنی تجھ پر موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی طرح ایک زمانہ آئے گا۔

پس دوسرے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پسر موعود کے ذریعہ بطور موسیٰ ظاہر ہوئے۔ جبکہ جماعت کے کثیر حصہ کو قادیان سے ہجرت کرنی پڑی اور موسیٰ علیہ السلام کے دور میں سے گزرنا پڑا۔ تیسرا دور مثیل یعقوب کا دور ہے۔ یہ دور جماعت کی ہجرت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے ایک طویل عرصہ حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہو جانے پر غم و اندوہ میں گزارا

جماعت احمدیہ کا گم شدہ یوسف اس کا مرکز ہے جو اس وقت جماعت کی اکثریت سے گم ہے۔

موجودہ دور جس میں سے جماعت احمدیہ گزر رہی ہے یہ یعقوبی دور ہے۔ ہندوستان کے احمدی بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس یعقوبی دور میں بھی قادیان سے متعلق رکھا ہے۔ اور وہاں جانے کے لئے ہر قسم کی سہولتیں عطا کی ہیں۔ اس لئے ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اس مرکز کو فعال اور زندہ بنانے کی پوری پوری کوشش کریں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ۱۹۴۷ء کے عظیم الشان دھکے کے بعد قادیان کے مرکز میں ایک نمایاں تبدیلی ہوئی ہے۔ اور جہاں پنجاب میں مسلمانوں کی کوئی گدی اور مرکز موجود نہیں وہاں مسیح پاکؑ کی اس پاک سرزمین میں پانچوں وقت اذان ہوتی ہے۔ اور اسلام کی اشاعت کے لئے دن رات کام ہو رہا ہے۔ ۱۹۴۷ء سے اب تک ہندوستان کی جماعتوں نے بھی قادیان کی عظمت اور وقار کے قیام کے لئے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ لیکن "ہنوز شرح بالا کن کہ ارزانی ہنوز" کے پیش نظر ابھی ہندوستان کے احمدیوں کو بہت کچھ کرنا ہے۔ اور اس وقت کو قریب سے قریب تر لانا ہے جبکہ جماعت احمدیہ نئے سرے سے یہاں سے اشاعت قرآن اور خدمت اسلام کا کام پھر سے ساری دنیا میں جاری ہوگا ان شاء اللہ۔ ہم جتنی محنت کریں گے اتنا ہی جلد اللہ تعالیٰ چوتھے دور کو ہمارے قریب لائے گا۔ جس دور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مذکورہ شعر میں ابراہیمی دور کہا گیا ہے۔ اس ابراہیمی دور کے لئے ہی حضور نے فرمایا ہے کہ

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی
ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا
اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا
اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے
گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ
کو غالب کرے گا۔ . . . اور یہ سلسلہ
زور سے بڑھے گا یہاں تک کہ زمین
پر محیط ہو جائے گا" (تذکرہ صفحہ ۵۹۶)

پس اس دور کو قریب لانے کے لئے احباب جماعت احمدیہ کو پوری جد و جہد کرنی ہے اور اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ امام وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جو تحریکات اسلام اور احمدیت کی سربلندی کے لئے جماعت کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں ان پر دل و جان سے ہم عمل کریں

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کو توفیق عمل فرمائے کہ ہم کما حقہ اسلام کی خدمت کے فریضہ سے عہدہ برآ ہو سکیں آمین ثم آمین۔

جماعت احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس

جماعت احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس ۲۸/۱۱ کو خاکسار کی زیر صدارت مسجد احمدیہ کلکتہ میں بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ مکرم نصیر احمد صاحب بانی کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم منشی شمس الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرم منیر احمد صاحب بانی۔ مکرم ظفر احمد صاحب اور مکرم سید مسعود احمد صاحب کٹکی نے اردو میں اور مکرم شہیرہ عالم صاحب نے بنگالی میں تربیت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ مکرم منشی محمد شمس الدین صاحب نے اور محمد ادریس خاں صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ترنم سے سنایا۔ آخر میں خاکسار نے احباب کو توجہ دلائی کہ جماعتی اور قومی پروگراموں اور اجتماعات کو کامیاب بنائیں۔ اس میں ایک طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب ملتا ہے تو دوسری طرف جماعت میں بیداری پیدا ہو کر اس کا وقار قائم ہوتا ہے۔ جماعت نے بہر صورت ترقی کرنی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر و مشیت ہے اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بشارات موجود ہیں۔ پس خوش قسمت ہے وہ بھائی جو اس سلسلہ کی خدمت و اشاعت میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق بخشے۔

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کا دہلی میں ورودِ مسعود

(بقیہ صفحہ اوّل)

چوہدری صاحبہ کے ہاں پہنچے۔ خاکسار بھی مع اپنی اہلیہ کے آپ کے ہمراہ تھا۔ مسز چوہدری صاحبہ ایک دن قبل حضرت صاحبزادہ صاحب ملاقات کے لئے تشریف لائی تھیں اور مورخہ ۱۱ر نومبر کو رات کے کھانے کے لئے مدعو کر گئی تھیں۔ موصوفہ نے لال قلعہ میں Sound and Light کے پروگرام میں شرکت کا بھی انتظام کیا۔ اس پروگرام سے فراغت کے بعد کھانا کھایا۔ کھانے کے دوران مسز چوہدری صاحبہ کی لڑکی اور لڑکے نے ہستی باری تعالیٰ اور حضرت مسیح علیہ السّلام کی صلیبی موت اور مذہب کے بارے میں دلچسپ سوالات کئے جن کے جوابات حضرت صاحبزادہ صاحب اور خاکسار نے دئے۔ ہستی باری تعالیٰ کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بیش فرمودہ بعض باتیں اُن کے سامنے رکھیں اور بتایا کہ آج بھی اس زندہ ہستی کے ساتھ انسان اپنا تعلق قائم کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ انسان اپنے آپ کو اس قابل بنائے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ نیکیوں کی طرف توجہ کرے۔ دُعا پر یقین رکھے اور ہر اڑے وقت میں خدا پر توکل اور بھروسہ رکھے۔

مسز چوہدری صاحبہ نے کچھ عرصہ قبل بیعت کی تھی۔ اُن کے بچوں کی پرورش چونکہ خالصۃً غیر مذہبی ماحول میں ہوئی ہے اس لئے وہ مذہب سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے۔ لیکن اُن کی والدہ کی خواہش ہے کہ کسی طرح ان بچوں پر بھی مذہب کا اثر ہو۔ قارئین کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کے دلوں کو اپنے فضل و کرم سے کھول دے۔ آمین۔

حکیم عبد الحمید صاحب متولی دواخانہ ہمدرد سے ملاقات

مورخہ ۱۲ر نومبر کو صاحبزادہ صاحب نے جناب حکیم عبد الحمید صاحب متولی ہمدرد دواخانہ سے ملاقات کی۔ دورانِ ملاقات حکیم صاحب نے اپنی موجودہ مصروفیات میں غالب اکیڈیمی کا ذکر کیا۔ دواخانہ کے بارے میں بعض باتیں تفصیلی رنگ میں بتائیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہندوستان میں جماعت کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی۔

چیف ایڈیٹر "الجمعیۃ" فارقلیط صاحب سے ملاقات

حکیم صاحب سے ملاقات کے بعد چیف ایڈیٹر الجمعیۃ محترم محمد عثمان صاحب فارقلیط سے اُن کے دفتر میں ملاقات کی اور ان کے ساتھ بھی کچھ دیر تک سیاسی و مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ فارقلیط صاحب اخبار الجمعیۃ کے دیرینہ ایڈیٹر ہیں۔ اب بہت ضعیف اور کمزور ہوگئے ہیں۔

ملاقات سے قبل مَیں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے ذکر کیا کہ فارقلیط صاحب کے بارے میں تسمع بالمعیدی خیرٌ مِن ان تراہُ والی مثال چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ فارقلیط صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ کی سادگی، منحنی اور کمزور جسم کو دیکھ کر کوئی شخص بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ یہی وہ شخص ہے جو الجمعیۃ کے صفحات پر موتی بکھیرتا ہے۔

فارقلیط صاحب کو مذہب اور ادب پر بہت عبور حاصل ہے۔ مطالعہ وسیع ہے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا بھی آپ نے کافی مطالعہ کیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے زورِ قلم میں اور زیادتی کرے۔

روانگی قادیان

ان ملاقاتوں سے فارغ ہوکر قادیان روانگی کی تیاری ہوئی۔ اور رات فرنٹیر میل سے آپ عازمِ قادیان ہوئے۔

اگرچہ آپ کا قیام یہاں تین دن کا تھا لیکن ان تین دنوں میں بہت مصروفیت رہی جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سوائے لال قلعہ میں ساؤنڈ اور لائٹ کے پروگرام میں شرکت کے صاحبزادہ صاحب موصوف کسی تاریخی مقام کو دیکھنے کے لئے نہ جا سکے۔

قارئینِ کرام دُعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان ملاقاتوں کے بہترین ثمرات برآمد فرمادے آمین۔

خاکسار
بشیر احمد
انچارج احمدیہ مسلم مشن
دھلی

خدا کی تلاش .... بقیہ اداریہ صفحہ ۲

ذریعہ ظاہر کرتا ہے۔ جنہیں ایک دنیا مشاہدہ کرتی ہے اور اس پر ذاتی گواہی دینے پر مجبور ہوتی ہے مثلاً:

جس مشن کو لیکر خدا کا وہ مقرب بندہ کھڑا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عنایت قدم قدم پر اس کی نصرت و تائید کرتی ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

پھر خدا تعالیٰ کی اس نصرت کے بھی عجیب اور مختلف انداز ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ایسی متنوّع نصرتوں کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اِک عالَم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خسِ رہ کو اُڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہوکر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی، اُن پہ اک طوفان لاتی ہے

الغرض جب کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے خدا مل گیا ہے تو اُسے ایسی غیر معمولی نصرت و تائیدِ الٰہیہ کے شواہد بھی پیش کرنے ہوں گے بصورت دیگر کیونکر باور کر لیا جائے کہ ایک طرف دعویٰ تو قادرِ مطلق خدا کے ساتھ تعلّق اور اس کے قرب کا ہے، مگر ضرورت پڑنے پر اس کی طرف سے اس قدر حرکت بھی نہیں ہوتی جو ایک معمولی دوست اپنے دوست کے لئے کرتا ہے۔ مگر قربِ الٰہی کا دعویٰ تو کوئی معمولی نہیں جسے بغیر زبردست تائید و نصرتِ الٰہی کے ایسے ہی باور کر لیا جائے۔ دنیا کی تاریخ اس بات پر زندہ گواہ ہے کہ خدا سے سچا تعلق رکھنے والا کبھی اِس نعمت سے محروم اور بے نصیب نہیں رہا بلکہ ایسے محبوبین بارگاہِ الٰہی کے لئے تو اُس کی طرف سے ایسے معجزانہ نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ پہاڑ وں جیسی شخصیتوں کا اس بندۂ الٰہی کے ساتھ مقابلہ ہوُا، اور باوجود بے سروسامان ہونے کے کامیابی نے اُس کے قدم چوُمے۔ اور ناکامی اور نامرادی اس کے مخالفوں کے حصّہ میں آئی ــــ!!

۳ ـــــ تیسرے نمبر پر بھی اس مقدس وجود اور مقرب بارگاہِ الٰہی کے ذریعہ بعض اس قسم کے نشانات، و بیّنات اور کرامات ظاہر ہوں جن کو دیکھ کر ایک طرف خدا کی قادر و مقتدر ہستی پر یقین پیدا ہو تو دوسری طرف اس بات کا ثبوت میسّر آئے کہ خدا کے ساتھ قرُب کا تعلق ہو جانے کے سبب اس بندۂ الٰہی کے حق میں اعجازی نشانات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

ایسے مقربین کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے ہی امتیازی سلوک کو واضح کرتے ہوئے مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ بڑے ہی جامع الفاظ میں فرماتے ہیں ؎

اُن سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں!
یہ اس لئے کہ عاشقِ یارِ یگانہ ہیں
اُن کو خدا نے غیروں سے بخشی ہے امتیاز
ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز
جب دشمن کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بدشعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں
جب اُن کے مارنے کیلئے چال چلتے ہیں!
جب ان سے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں
تب وہ خدائے پاک، نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب، نشاں سے جماتا ہے
کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے
اُس ذاتِ پاک سے جو کوئی دل لگاتا ہے
آخر وہ اس کے رحم کو ایسا ہی پاتا ہے

(۴) ـــــ خدا تعالیٰ کے اس غیر معمولی محسنانہ و مشفقانہ سلوک کے ساتھ جو عظیم الشان نشان کا رنگ رکھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ چوتھے نمبر پر زبردست ثبوت کے طور پر خدا تعالیٰ ان کی کلام اور صحبت میں ایسی تاثیر اور جذب رکھ دیتا ہے کہ ان کی کلام سیدھی دلوں پر اثر کرتی ہے اور اُن کی پاک صحبت اکسیر کا کام دیتی ہے۔ یعنی ان کی صحبت سے فیض حاصل کرنے والوں کی عملی زندگی کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے۔ یعنی جس طرح وہ خود مجسم نیکی تھے اُن کے فیضِ صحبت سے ایسے وجود تیار ہونے لگتے ہیں کہ وہ بھی اس رنگ میں رنگین ہوتے جاتے ہیں اور جوں جوں یہ دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے دُنیا انسانوں میں محیّر العقول نیک انقلاب دیکھتی ہے اور خدا کے اس نیک، اور مقرب بندۂ الٰہی کی روحانی قوت اور خدا تعالیٰ سے پاک تعلق کا

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر بظاہر ایک چھوٹا اور معمولی سا حکم معلوم ہوتا ہے، مگر بعض احکام جو دیکھنے میں معمولی نظر آتے ہیں حقیقت میں وہ بڑے اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ ان کا ادا کرنا خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور نہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے۔ جو کہ مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔ جو شخص اس فرض کو ادا نہ کر سکتا ہو تو اس کی طرف سے ایک سرپرست یا مربّی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ اس کی مقدار اسلام نے ہر ذی استطاعت شخص کے لئے ایک صاع عربی پیمانہ مقرر کی ہے۔ جو کم و بیش ۲½ کلو ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل و اَولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کر سکتا ہے۔ چونکہ آج کل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اسلئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کر سکتی ہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید سے کم از کم ہفتہ عشرہ قبل ہو جانی چاہیئے تاکہ بیواؤں، یتیموں اور مستحقین کی اس رقم سے طعام اور لباس کے لئے بروقت امداد کی جا سکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں تو ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دینی چاہئیں۔

یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ قادیان اور اس کے گرد و نواح میں غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت 2-50 روپیہ بنتی ہے۔ اور نصف صاع سوا (1-25) روپیہ۔ پس یہاں کے لئے فطرانہ کی پوری شرح مبلغ ۲½ روپے مقرر کی جاتی ہے۔

عید فنڈ نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے فرد کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے اسلئے احباب اس مد میں بھی زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصول ہونے والی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

وقفِ جدید کو ایک مستقل اور عالمگیر تحریک کی حیثیت حاصل ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بابرکت خلافت کے آخری ایام میں جو مستقل اور بنیادی تحریک فرمائی وہ وقفِ جدید کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا پروگرام اس قدر عظیم الشان اور اتنا ہمہ گیر ہے کہ اگر ہماری جماعت ہی سے ہر بچہ اور ہر بچی بشاشتِ قلب سے اس پر عمل شروع کرے تو وہ انقلابِ عظیم جو اسلام کے لئے نشأۃِ ثانیہ کا حکم رکھتا ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے جلد شروع ہو جائیگا۔ اور اس کے ثمرات، ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ وَمَا تَوْفِيْقُنَا اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

وقفِ جدید کا پروگرام کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہر بچہ اور بچی کم از کم آٹھ آنے ماہوار دے کر بچپن سے ہی دین کی خاطر قربانی کی عادت ڈالے۔ وہ قرآن مجید خود سیکھے اور خود پڑھ کر دوسروں کو پڑھائے۔ تمام بالغ افراد چھ روپے سالانہ اور اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر زمین کی ملکیت بخشی ہے تو اپنی زمین کا کچھ حصہ خدا تعالیٰ کے نام وقف کریں اور باقاعدگی کے ساتھ اس کی آمد سلسلہ کے ان معلمین کیلئے ریزرو کریں جو مختلف مقامات پر اشاعتِ دین اور تعلیم القرآن کے لئے گاہے گاہے متعین کئے جاویں۔ یہ سلسلہ ہر سال بڑھنا چاہیئے تاکہ معلمین کی تعداد میں اضافہ ہو سکے بلکہ بہتر سے بہتر معلمین خدمتِ دین کے لئے تیار ہو سکیں۔

پس آپ اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ کیا آپ نے وقفِ جدید کی ان ذمہ داریوں کو پورا کر دیا ہے؟

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

بقیہ اخبارِ احمدیہ

۷ رمضان کو مولوی شبیر احمد صاحب ثاقب نے۔ ۹ رمضان کو مولوی خورشید احمد صاحب انور نے اور ۱۰ رمضان کو مولوی بشیر احمد صاحب طاہر نے درس دیا۔ ۱۱ رمضان سے مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب درس دے رہے ہیں۔ آپ پانچ روز درس دیں گے۔ احباب ذوق و شوق سے شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک اور قرآن کریم کی برکات سے سب کو وافر حصہ دے۔ آمین۔

درخواستِ دعا

(۱) - مکرم مولوی عطا محمد صاحب سابق سیکرٹری بہشتی مقبرہ ربوہ ایک ماہ سے سخت بیمار ہیں احباب ان کی کامل و عاجل شفا یابی کے لئے دعا فرماویں۔

خاکسار
سعید احمد قریشی

(۲) میرے نسبتی بھائی مکرم محمد محسن خان صاحب شاہجہانپور کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ جملہ احباب جماعت سے ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار
محمد ابراہیم ثاقب قادیان